یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

الحمد للہ کہ فارسی نصاب جدید کا چوتھا رسالہ

جدید مصدر فیوض

معروف بہ

صرف ونحو فارسی

مؤلفہ مولوی مشتاق احمد صاحب
مؤلف نصاب جدید و مبلغ اصلاح تعلیم

کتب خانہ اشاعۃ الادب دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع ہوا

بار سوم ایکہزار

(محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

قیمت ۴/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین - واضح ہو کہ مصدر فیوض مبتدیوں کیلئے فارسی صرف و نحو سکھانے میں نہایت مفید و مقبول کتاب ہے اور ہندوستان کے اکثر مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے - لیکن بوجہ قدامت زبان و بے ترتیبی عنوان مبتدی کو اس کے سمجھنے اور یاد کرنے میں سخت دشواری پیش آتی ہے اس لئے احقر نے بسلسلہ نصاب جدید اس قدیم و مشہور کتاب کو درستی زبان کے ساتھ اسباق پر تقسیم کر دیا ہے اور بہت سے ایسے ضروری مسائل و فوائد کا اضافہ کیا ہے جنکے لئے مبتدی دوسری کتاب کا محتاج رہتا تھا -

اسمیں فعل مضارع کا ایسا عجیب نقشہ دیا گیا ہے جس سے مبتدی اس فعل کی تمام صورتوں سے بلا کسی دشواری کے واقف ہو سکتا ہے - ایسے ہی نحوی ترکیب بھی نہایت دلنشین طریقہ سے سمجھائی گئی ہے - امید ہے کہ ناظرین اس جدید و عجیب ترتیب و تالیف کو خاص توجہ سے ملاحظہ فرما کر احقر کی محنت و جانکاہی کا اندازہ فرمائینگے اور دعا فرمائینگے کہ حق تعالیٰ شانہ اس ناچیز علمی خدمت کو قبول عام عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے - آمین

نیز کارکنان مدارس اسلامیہ کی خدمت میں التماس ہے کہ اس اعجوبہ روزگار کتاب کو فارسی نصاب میں داخل فرما کر بچوں کیلئے تحصیل علم میں سہولت بہم پہونچائیں کیونکہ مقصد اعظم اس سلسلۂ جدیدہ سے یہی ہے کہ آسانی کے ساتھ لائق و مستعد طلبہ تیار کئے جائیں اور جو لوگ اشکال نصاب کا عذر پیش کر کے علم دین سیکھنے و سکھانے سے محروم رہتے ہیں اُنپر اتمام حجت کیجائے - واللہ الموفق

کتبہ

۱۳۵۵ھ

احقر مشتاق احمد چرتھاولی عفی عنہ مؤلف نصاب جدید و مبلغ اصلاح تعلیم - دیوبند ۲۴ جمادی الاخریٰ

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالےٰ
حامداً و مصلیاً و مسلماً

اصطلاحات صرف و نحو فارسی

علم صرف وہ علم ہے جس سے صیغوں کی پہچان حاصل ہوتی ہے اور لفظوں کے گردانے کا طریقہ اور ایک صیغہ سے دوسرا صیغہ بنانے کا قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ الفاظ کو صحیح طور پر پڑھنا آجاتا ہے۔

علم نحو وہ علم ہے جس سے لفظوں کو جوڑ کر جملہ بنانے کی ترکیب معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ انسان بولنے اور لکھنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہتا ہے۔

صیغہ لفظ کو۔ اسم نام کو۔ فعل کام کو کہتے ہیں

حرکت۔ زبر۔ زیر۔ پیش کا نام ہے

متحرک۔ وہ حرف ہے جو زبر یا زیر یا پیش رکھتا ہو

ضمہ۔ **رفع** پیش کو کہتے ہیں۔

مرفوع۔ **مضموم**۔ پیش والے حرف کو کہتے ہیں

فتحہ۔ **نصب**۔ زبر کو کہتے ہیں۔

مفتوح۔ **منصوب** وہ حرف جس پر زبر ہو۔

کسرہ۔ **جر** زیر کو کہتے ہیں۔

مکسور۔ **مجرور**۔ وہ حرف جو زیر رکھتا ہو۔

سکون۔ **جزم** حرکت نہ ہونے کو کہتے ہیں بشرطیکہ اس سے پہلا حرف متحرک ہو جیسے شُد کی دال

ساکن۔ **مجزوم** وہ حرف جو جزم رکھتا ہو۔

وقف۔ سکون کے بعد حرکت نہ ہونے کو کہتے ہیں۔

موقوف وہ بے حرکت حرف ہے جس سے پہلا حرف ساکن ہو جیسے اسپ کا سین ساکن اور پ موقوف ہے

الف ممدودہ وہ الف جو دوسرے الف کے ساتھ ملکر پڑھا جاوے جیسے الف آمد میں۔

الف مقصورہ۔ وہ الف جو دوسرے الف کے ساتھ نہ ملے جیسے الف اگر میں۔

تشدید ایک طرح کے دو حرفوں کو ملاکر پڑھنا جیسے حقّا میں دو قاف پڑھے جاتے ہیں۔

مشدّد وہ حرف جس پر تشدید ہو جیسے حقّا کا قاف

تنوین۔ دو زبر۔ دو زیر۔ دو پیش کو کہتے ہیں

ماقبل۔ **مابعد**۔ دو حرفوں میں جو حرف داہنی طرف ہو اُسکو ماقبل اور جو بائیں طرف ہو اُسکو مابعد کہتے ہیں جیسے رب میں رے ماقبل بے کے اور بے مابعد رے کے ہے۔

معجمہ۔ **منقوط** ۔ وہ حرف جو نقطہ رکھتا ہو جیسے ب۔ ت۔ ث۔ ج چ خ ۔ ذ ز ۔ ش

مہملہ۔ غیر منقوطہ وہ حرف جو نقطہ نہ رکھتا ہو
جیسے ا۔ ح۔ د۔ ر۔ س۔ ص۔ ط۔ ع۔
مثناۃ فوقانی وہ حرف جس کے اوپر دو نقطے
ہوں اور اصطلاح میں حرف ت کو کہتے ہیں۔
مثناۃ تحتانی وہ حرف جس کے نیچے دو نقطے
ہوں اور اصطلاح میں حرف ی کو کہتے ہیں۔
موحدہ وہ حرف جو ایک نقطہ رکھتا ہو
اور اصطلاح میں حرف ب کو کہتے ہیں۔
تازی۔ وہ حرف جو زبانِ عربی سے خصوصیت
رکھتے ہیں جیسے ث۔ ح۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ ق
عجمی۔ وہ حرف جو زبان عربی میں نہیں آتے
اور زبان فارسی سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے پ۔ چ
ژ۔ گ۔ اور ان کو حروف فارسی بھی کہتے ہیں۔
واوٗ معروف۔ وہ واوٗ کہ اُس کے ماقبل ضمہ ہو
اور خوب ظاہر پڑھا جاوے جیسے واوٗ نور کا۔
واوٗ مجہول وہ واوٗ ہے کہ اُس کے ماقبل ضمہ ہو اور
خوب ظاہر نہ پڑھا جائے جیسے واوٗ گور کا۔
یائے معروف وہ یے ہے جس کے ماقبل کسرہ ہو
اور خوب ظاہر پڑھی جائے جیسے ی نی کی۔
یائے مجہول۔ وہ یے ہے جس کے ماقبل کسرہ ہو
اور خوب ظاہر نہ پڑھی جائے جیسے یے کے اور لے کی
حذف۔ حرف کا دور کرنا۔ محذوف جو حرف دور کیا گیا ہو
ملفوظ وہ حرف جو پڑھنے میں آئے۔
غیر ملفوظ وہ حرف جو پڑھنے میں نہ آئے۔
واوٗ معدولہ وہ واوٗ ہے جو لکھنے میں آئے اور
پڑھنے میں نہ آئے جیسے واوٗ خود و درخویش میں۔
ہائے مختفی وہ ہ ہے جو اظہار حرکت کے واسطے کلمے کے
آخر میں لائیں۔ جیسے ہ آخر پروانہ کی۔
متشابہ۔ وہ حرف کہ آپس میں ایک صورت کے
ہوں جیسے ب پ ت۔ مخفف وہ لفظ ہے جس میں کوئی
حرف کم کیا گیا ہو جیسے بُد مخفف ہے بُود کا۔
مرادف وہ دو لفظ جو ایک معنی رکھتے ہوں۔
مقدر وہ لفظ ہے جو عبارت میں نہ ہو۔ اور
اُسکے معنی لے جائیں جیسے ابتدا میں کم مقدر ہے
اس مصرع میں ع بنام جہاندار جاں آفریں
حرف علت تین ہیں واوٗ۔ الف۔ یا کہ
مجموعہ ان کا وائے ہے۔
فاعل کام کرنے والا۔ مفعول جس پر کام کیا جائے
اشباع۔ حرکت کا دراز کرنا۔ اسطرح کہ ضمہ کی
درازی سے واوٗ اور فتحہ کی درازی سے الف
اور کسرہ کی درازی سے یائے تحتانی پیدا ہو جیسے
اُستاد اوستاد۔ اجار۔ آجار۔ آتش۔ آتیش
امالہ۔ الف کے ماقبل کا فتحہ اتنا جھکانا کہ الف سے
یائے مجہول کی صورت پیدا ہو جائے جیسے رکاب رکیب
ترخیم کلمہ کے آخر سے حرف دور کرنا جیسے مان
مرخم ہے مانند کا۔ مرخم کے معنی ترخیم کیا گیا۔
زمانہ وقت کا نام ہے اور وقت تین ہیں۔
ماضی (گذرا ہوا) حال (موجود) مستقبل آنے والا
غائب جو موجود نہ ہو۔ حاضر جس سے بات کیجائے
متکلم بات کرنے والا۔

جدید مصدر فیوض **صرف فارسی** حصہ اوّل

سبق (۱) کلمہ

جو لفظ بامعنی آدمی کی زبان سے نکلے وہ کلمہ ہے کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ اسمؔ۔ فعلؔ۔ حرفؔ
اسم وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم ہو جائیں اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے نیز اُس پر در۔ بر۔ برائے کے معنی آسکیں جیسے زید باغ۔ گل۔ تخت یعنی زید در باغ برائے گل رفت و بر تخت نشست۔

اسم کی دو قسمیں ہیں اسم ذات۔ اسم صفت

اسم ذات وہ اسم ہے جس سے کسی شئے کی صرف ذات سمجھی جائے اور اُسکی برائی بھلائی کچھ سمجھ میں نہ آئے جیسے درخت۔ دیوار۔ دہلی۔

اسم صفت وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی بُرائی بھلائی سمجھی جائے جیسے نیک و بدلیت و بلند وغیرہ

فعل وہ کلمہ ہے جس میں کوئی زمانہ پایا جائے اور اُس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم ہو جائیں جیسے پرورد اُس نے پالا زمانہ گذرے ہوئے میں۔ می پرورد وہ پالتا ہے زمانہ حال میں خواہد پرورد وہ پالے گا زمانہ آئندہ میں۔

حرف وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم نہوں جیسے از۔ تا۔ رفتم از خانہ تا مسجد۔ گیا میں گھر سے مسجد تک۔

سبق (۲) اسم کے دوسرے اقسام

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں جامدؔ۔ مصدرؔ۔ مشتقؔ

جامد۔ وہ اسم ہے کہ نہ تو آپ کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اُس سے اور کوئی لفظ بنا ہو جیسے گل۔ غنچہ۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ نکرہ۔ معرفہ

مصدر وہ اسم ہے جو کسی شئے کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرے اور وہ خود تو کسی لفظ سے نہیں بنتا لیکن اُس سے بہت لفظ بنتے ہیں۔ فارسی میں اُس کے آخر میں دن یا تن ہوتا ہے جیسے پروردن۔ کشتن۔ اور اُردو میں اُس کے آخر نا ہوتا ہے۔
مصدر کی چار قسمیں ہیں منصرف۔ مقتضب۔ وضعی۔ غیر وضعی یا جعلی۔

متصرف وہ مصدر ہے جس سے تمام افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے کردن۔ پروردن۔
مقتضب وہ مصدر ہے جس سے تمام افعال نہ نکلیں جیسے آختن۔ آغشتن۔ مقتضب کمیخ و بریدہ
وضعی وہ مصدر ہے جسے واضع فارسی نے بنایا ہو جیسے آمدن۔ رفتن۔
غیر وضعی یا جعلی وہ مصدر ہے جسکو کسی اور زبان کے لفظ میں علامت مصدر دَن یا تن بڑھا کر جیسے بنائیں جیسے طلب سے طلبیدن۔ نام سے نامیدن۔
اسم مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا گیا ہو جیسے کردن سے کنندہ۔ کردہ۔ وغیرہ
اسم مشتق کی سات قسمیں ہیں اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ اسم ظرف۔ اسم آلہ۔ اسم تفضیل اسم حالیہ۔ مصدر

سبق (۳) نکرہ و معرفہ

نکرہ وہ اسم ہے جو کسی خاص و معین چیز پر نہ بولا جائے جیسے آدمی۔ عورت۔ کتاب۔ شہر وغیرہ
معرفہ وہ اسم ہے جو کسی خاص چیز کا نام ہو جیسے رشید۔ دہلی وغیرہ۔
معرفہ کی سات قسمیں ہیں علم۔ ضمیر۔ اسم اشارہ۔ اسم موصول۔ معہود۔ مضاف ان پانچ قسموں کیطرف۔ منادی۔

سبق (۴) علم

علم وہ ہے جو کسی معین چیز کا نام ہو کہ اُس کے سوا کسی اور پر نہ بولا جائے جیسے حمید۔ رشید دہلی۔ مسعدی وغیرہ۔
علم کی پانچ قسمیں ہیں۔ کنیت۔ خطاب۔ عرف۔ تخلص۔ لقب۔
کنیت جس میں اب۔ ابن۔ ام کی اضافت ہو جیسے ابو القاسم۔ ابن عباس۔ ام سلمہ۔
خطاب جو بڑے آدمیوں کی طرف سے کسی کو دیا جائے جیسے شمس العلماء۔ حاذق الملک وغیرہ
عرف مشہور نام کو کہتے ہیں جیسے عظیم الدین عرف جمو۔ رضی الدین عرف رجبن۔ کالے خاں عرف کلن
تخلص وہ اسم ہے جو شاعر اپنے اشعار میں بجائے اپنے خاص نام کے مقرر کرتے ہیں جیسے ذوق۔ غالب۔ سعدی۔ عرفی وغیرہ۔
لقب وہ اسم ہے جس میں کسی قسم کا وصف یا عظمت ظاہر ہو جیسے عالمگیر لقب ہے بادشاہ اورنگ زیب کا اور جلال الدین لقب ہے اکبر بادشاہ کا۔

سبق (۵) ضمیریں

جو اسم پہلے آچکا ہو اگر اُسکو دوبارہ لانے کی ضرورت ہو تو بجائے اُسکے اور لفظ لاتے ہیں اور اُس لفظ کو ضمیر کہتے ہیں اور پہلا اسم اس کا مرجع ہے جو ہمیشہ ضمیر سے پہلے آتا ہے جیسے آمد زید و نشست یعنی زید آیا اور بیٹھا۔ نشست میں ضمیر ہے جو پھرتی ہے زید کی طرف۔ پس زید اُس ضمیر کا مرجع ہے اسلئے یوں کہنے کی ضرورت نہیں کہ آمد زید و نشست زید۔

ایسے ہی جو لفظ حاضر یا متکلم کی جگہ بولا جائے وہ بھی ضمیر ہے۔ ضمیر کی دو قسمیں ہیں۔ متصل منفصل۔

متصل وہ ہے جو کلمہ سے ملی ہوئی آئے جیسے کردم میں میم اور کتابش کا شین۔

منفصل وہ ہے جو بذات خود کلمہ مستقل ہو دوسرے کے ملنے کا محتاج نہو جیسے من و تو۔

ضمیر متصل کی دو قسمیں ہیں۔ مستتر۔ بارز۔

مستتر وہ ہے جسکے لئے کوئی لفظ فعل میں نہ ہو اور معنی اُس کے لے جائیں جیسے آمد میں ضمیر غائب مستتر ہے اور یہ ہمیشہ ہر فعل کے صیغہ واحد غائب میں اور امر و نہی کے صیغہ واحد حاضر میں مستتر ہوتی ہے۔

بارز وہ ہے جسکے لئے کوئی لفظ فعل میں لگایا جائے جیسے **آمدی** میں ی۔

ضمیر متصل گیارہ ہیں پانچ متصل فاعلی ہیں م۔ یم۔ ی۔ ید۔ ند۔ جب ان کے پہلے فعل آتا ہے تو یہ متصل ضمیریں فعل کا فاعل ہوتی ہیں جیسے رفتم۔ رفتیم۔ رفتی۔ رفتید۔ رفتند۔

چھ متصل مفعولی ہیں۔ ش۔ شاں۔ ت۔ تاں۔ م۔ ماں۔ جب ان سے پہلے فعل آتا ہے تو یہ متصل ضمیریں فعل کا فاعل ہوتی ہیں جیسے دہندش۔ دہندشاں۔ دہندت۔ دہندتاں۔ دہندم۔ دہندماں اور یہی چھ ضمیر متصل مجرور ہونگی جیسے غلامش۔ غلام شاں۔ غلامت۔ غلام تاں۔ غلامم۔ غلام ماں

ضمیر منفصل چھ ہیں او۔ ایشاں۔ تو۔ شما۔ من۔ ما۔ اور جب یہ ضمیریں مفعول ہوتی ہیں تو ان پر را زیادہ کرتے ہیں ورنہ فاعل اور مجرور کی حالت میں بدستور رہتی ہیں۔

اور انہی تین حالت کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں کرتے ہیں مرفوع۔ منصوب۔ مجرور

مرفوع یعنی فاعل یا مبتدا کی ضمیر جیسے آمدم یا او حاضر ست منصوب یعنی مفعول کی ضمیر جیسے دہندش

اسطرح کل ضمیریں چھ قسم کی ہوئیں

مرفوع متصل۔ مرفوع منفصل۔ منصوب متصل۔ منصوب منفصل۔ مجرور متصل۔ مجرور منفصل

مرفوع متصل۔ جیسے رفتم۔ رفتیم۔ رفتی۔ رفتید۔ رفتند۔

منصوب متصل جیسے دہندش - دہندشان - دہندت - دہندتان - دہندم - دہندمان -
مجرور متصل جیسے غلامش - غلامشان - غلامت - غلامتان - غلامم - غلاممان
مرفوع منفصل جیسے او آمد - ایشان آمدند - تو آمدی - شما آمدید - من آمدم - ما آمدیم -
منصوب منفصل جیسے او را زدند - ایشان را زدند - ترا زدند - شمارا زدند - مرا زدند - مارا زدند
مجرور منفصل جیسے غلام او - غلام ایشان - غلام تو - غلام شما - غلام من - غلام ما -
فائدہ - چند الفاظ بجائے ضمیروں کے مستعمل ہوتے ہیں جیسے بندہ مخلص - بجائے ضمیر متکلم کے۔ مثلاً
بندہ خبر ندارم - قبلہ - حضور بجائے مخاطب کے۔ مثلاً قبلہ چہ میفرمایند - مذکور - موصوف بجائے غائب کے۔
فائدہ - جس کلمہ کے آخر ہ ہو جب اُسمیں ضمیر متصل لگائی جائے تو درمیان میں الف زیادہ کرتے ہیں
تاکہ دو ساکن جمع نہوں کیونکہ ہ بھی ساکن ہے اور ضمیر متصل بھی ساکن ہے جیسے گفتہ اند گفتہ ام -
گفتہ ایم - **فائدہ** - اسم کے آخر ضمیر واحد غائب متصل کی جگہ لفظ ست بغیر الف کے لاتے ہیں
جیسے زید بندہ خدا ست - اور جب ۂ والے کلمہ کے ساتھ است لگائینگے تو ایک الف بڑھا دینگے
جیسے بندہ است - اور جس کلمہ کے آخر ہ ہو تو وہاں است الف کے ساتھ لکھنا غلط ہے بغیر الف
کے صحیح ہے جیسے طاعتش موجب قربت است - تو جو لوگ قربت ست میں الف لکھتے ہیں خطا کرتے ہیں

سبق (۶) اسم اشارہ

اسم اشارہ وہ اسم ہے جس سے کسی محسوس چیز کی طرف اعضاء سے اشارہ کریں - جس چیز کی طرف
اشارہ کرتے ہیں اُسے مشارٌ الیہ کہتے ہیں - اشارہ کی دو قسمیں ہیں بعید - قریب -
آں اشارہ بعید کیواسطے ہے جیسے آنکس - آں اسم اشارہ - کس مشارٌ الیہ -
ایں - اشارہ قریب کیواسطے ہے جیسے ایں مرد - ایں اسم اشارہ - مرد مشارٌ الیہ -
ف اشارہ بعید اور ضمیر غائب میں یہ فرق ہے کہ ضمیر غائب میں معنی کی طرف اشارہ ہوتا ہے
اور اسم اشارہ میں محسوس کیطرف اعضاء کے ساتھ اشارہ ہوتا ہے جیساکہ ابھی معلوم ہوا -
ف اشارہ - مشارٌ الیہ ملکر ایک کلمہ کا حکم رکھتے ہیں جیسے بزن ایں دزد را - بزن فعل با فاعل
ایں اسم اشارہ - دزد مشارٌ الیہ - اشارہ مشارٌ الیہ ملکر مفعول ہوا - را علامت مفعول -
فعل با فاعل مفعول کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا - **ف** چناں چنیں اصل میں چوں آں - چوں ایں
ہیں چوں کلمہ تشبیہ - ایں و آں اسمائے اشارات ہیں - چناں و چنیں کے بعد اکثر جملہ بیانیہ ہوتا ہے

سبق (۷) اسم موصول

اسم موصول وہ اسم ناتمام ہے کہ اُس کے آگے ایک جملہ بطور بیان واقع ہونے سے اُسکا مطلب پورا معلوم ہو۔ اُس جملہ کو صلہ کہتے ہیں اور صلہ و موصول کے درمیان ایک کاف کا لانا ضروری ہے۔ اس کاف کو کاف صلہ یا کاف سر جملہ کہتے ہیں۔ اسمائے موصولہ یہ ہیں۔
آنکہ۔ آنانکہ۔ ہرکہ۔ ہرآنکہ۔ یہ چاروں کلمے اشخاص کے واسطے ہیں۔
اور آنچہ۔ ہرچہ۔ ہرآنچہ۔ یہ تینوں کلمے اشیاء کے واسطے ہیں۔ اور جو یائے مجہول کسی اسم نکرہ کے آخر میں ہو اور اُس کے بعد کاف صلہ ہو تو وہ بھی اسم موصول ہے جیسے کیکہ۔ شخصیکہ۔ امریکہ
اور جب اسم نکرہ پر لفظ آں ہو اور اُس کے بعد کاف صلہ ہو تو وہ موصول ہے جیسے آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند۔ صلہ میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف پھرتی ہے۔
آں جو موصول ہو اُس کے اور یائے موصول کے معنی ایک ہیں اور جمع کیلئے آنانکہ لاتے ہیں
جیسے ؎ آنکہ در آدم دمیدہ روح را داد از طوفاں نجات او نوح را۔
ترکیب اسطرح ہے آں موصول۔ کاف صلہ کا۔ دمیدہ فعل ماضی قریب۔ اسمیں ضمیر فاعل ہے جو پھرتی ہے موصول کیطرف روح مفعول را علامت مفعول کی۔ در جار۔ آدم مجرور جار مجرور متعلق فعل دمیدہ کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول و متعلق سے ملکر صلہ ہوا موصول کا۔
موصول صلہ ملکر مبتدا۔ دوسرا مصرع داد از طوفاں نجات او نوح را یعنی او نوح را از طوفاں نجات داد۔ اسکی ترکیب اسطرح ہے او مبتدا نجات داد فعل مرکب۔ اسمیں ضمیر فاعل ہے جو پھرتی ہے او کیطرف۔ نوح مفعول را علامت مفعولیت۔ از حرف جار طوفاں مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول و متعلق سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا مصرع اول کی۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

سبق (۸) معہود و مضاف و منادیٰ

معہود کی دو قسمیں ہیں معہود ذہنی۔ معہود خارجی۔
معہود ذہنی وہ اسم نکرہ ہے جو متکلم یا مخاطب کے ذہن میں متعین ہو مثلاً لفظ دوست سے اگر زید شخص معین مراد ہو تو اُسے معہود ذہنی کہیں گے۔

اور معہود خارجی وہ نکرہ ہے کہ کسی خاص قرینہ سے ذات معین پر دلالت کرے جیسے لفظ خلیل سے ذات ابراہیم علیہ السلام سمجھی جاتی ہے

مضاف جو نکرہ۔ معرفہ کی پانچوں اقسام مذکورہ کی طرف مضاف ہو وہ بھی معرفہ ہے جیسے غلام زید۔ کتابِ من۔ اسپ ایں۔ ہمراہی تخصیکہ دیروز آمدہ بود۔ پسر فلاں۔ مضاف کا مفصل بیان نحو میں آئے گا۔

منادیٰ۔ وہ ہے جو بذریعہ حرف ندا پکارا جائے جیسے اے مرد۔ اے زن۔

سبق (۹) فعل کا بیان

مصدر سے جو فعل نکلتے ہیں اُنکی چھ قسمیں ہیں۔ ماضی۔ مضارع۔ حال۔ مستقبل۔ امر۔ نہی۔ ماضی کی سات قسمیں ہیں۔ ماضی مطلق۔ ماضی قریب۔ ماضی بعید۔ ماضی استمراری۔ ماضی تمنی۔ ماضی شکی۔ ماضی معطوفہ۔

سبق (۱۰) ماضی مطلق

ماضی مطلق وہ ہے جسمیں گذرا ہوا زمانہ پایا جائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اس کام کو ہوئے تھوڑا زمانہ گذرا ہے یا زیادہ۔

ماضی مطلق مصدر سے اسطرح بنتی ہے کہ مصدر کے آخر سے حرف نون گراتے ہیں اور نون سے پہلے ساکن کرتے ہیں جیسے پروردن سے پرورْدْ۔ اور پرورده شدن سے پرورده شد۔ جب اور صیغے بنائینگے صیغوں کی علامتیں لگا دینگے۔ صیغے یہ ہیں۔

واحد غائب جمع غائب واحد حاضر جمع حاضر واحد متکلم جمع متکلم

اور اُنکی علامت یہ ہیں اند۔ ی۔ ید۔ م۔ یم۔ جب یہ علامتیں صیغوں میں لگینگی ہمزہ گرا دیا جائےگا۔

جیسے پرورد۔ پروردند۔ پروردی۔ پروردید۔ پروردم۔ پروردیم۔

اُردو میں ماضی مطلق اسطرح بنتی ہے کہ مصدر کے آخر کا نا گرا کر دیکھو اگر آخر میں الف یا واؤ ہو تو لفظ یا لگا دو۔ الف کی مثال جیسے کھانا سے کھایا واؤ کی مثال جیسے دھونا سے دھویا۔

اور اگر آخر میں الف یا واؤ کے علاوہ کوئی اور حرف ہو تو فقط الف لگا دو جیسے پالنا سے پالا۔

ف کبھی فارسی میں ماضی مطلق کے اول بے زائد ہوتی ہے اور اس بے کے کچھ معنی نہیں ہوتے پس اگر ماضی مطلق کے پہلے حرف پر ضمہ ہو گا بے کو بھی ضمہ دینگے جیسے گُفت۔ بُگفت۔ اور اگر ماضی کے

پہلے حرف پر فتحہ یا کسرہ ہو تو ب کو مکسور پڑھینگے جیسے رفت برفت۔ ریخت۔ بریخت۔
اور اسم پر جو ب زائد آتی ہے اُسکو ہمیشہ مفتوح پڑھتے ہیں۔

ف جس طرح مصدر معروف سے ماضی مطلق معروف بنتی ہے اسی طرح مصدر مجہول سے ماضی مجہول بنتی ہے جیسے پرورده شدن سے پرورده شد پالا گیا اور نہ پرورده شدن سے نپرورده شد نہ پالا گیا **ف** اُردو میں ماضی مطلق مجہول کی علامت یہ ہے کہ اس کے آخر میں گیا ہوتا ہے۔

سبق (۱۱) ماضی قریب

ماضی قریب وہ ہے جو یہ بتائے کہ اس کام کو کئے ہوئے تھوڑا زمانہ گذرا ہے اسکے بنانے کے تین قاعدے ہیں قاعدہ پہلا یہ کہ ماضی مطلق کے آخر ہ است لگا دیں جب اور صیغے بنائینگے س اور ت گرا کر صیغوں کی علامتیں لگا دینگے اور واحد حاضر میں جب علامت ای لگا دینگے تو صرف ہ پر ہمزہ بڑھا کر ای پڑھینگے جیسے پرورده است پرورده اند پرورده پرورده اید پرورده ام پرورده ایم
قاعدہ دوسرا یہ کہ ماضی مطلق کے آخر میں فقط ہ لگا دیں جب اور صیغے بنائینگے ایک ہمزہ بڑھا کر صیغوں کی علامتیں لگا دینگے تاکہ دو ساکن جمع نہوں کیونکہ ہ بھی ساکن اور علامت بھی ساکن جیسے پرورد سے پرورده پرورده اند الخ
قاعدہ تیسرا یہ کہ ماضی مطلق کے آخر ست لگا دیں جب اور صیغے بنائینگے انکی علامتیں لگا دینگے جیسے پروردست پروردستند پروردستی پروردستید پروردستم پروردستیم
اُردو میں ماضی قریب اسطرح بنتی ہے کہ اُردو ماضی مطلق کے آخر ہے لگا دیں جیسے پالا سے پالا ہے اور پالا گیا سے پالا گیا ہے

سبق (۱۲) ماضی بعید

ماضی بعید وہ فعل ہے جو یہ بتائے کہ اس کام کو کئے ہوئے بہت زمانہ گذرا ہے۔ اسکے بنانیکا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے آخر ہ اور بود لگا دیں جیسے پرورد سے پرورده بود اور پرورده شد سے پرورده شده بود جب اور صیغے بنائینگے انکی علامتیں لگا دینگے جیسے پرورده بود پرورده بودند پرورده بودی پرورده بودید پرورده بودم پرورده بودیم۔ اُردو میں ماضی مطلق کے آخر تھا لگا دینے سے ماضی بعید بنجاتی ہے جیسے پالا سے پالا تھا

سبق (۱۳) ماضی استمراری

ماضی استمراری وہ فعل ہے جسمیں ہمیشگی پائی جائے یعنی گذرے ہوئے زمانہ میں کام کا پورا ہونا نہ سمجھا جائے اسی لئے اس ماضی کو دوامی و ناتمام بھی کہتے ہیں۔ اسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے اول می یا ہمی لگادیں جیسے پرورد سے می پرورد یا ہمی پرورد۔ گردان یہ ہے

می پرورد می پروردند می پروردی می پروردید می پروردم می پروردیم

ماضی استمراری مجہول میں می یا ہمی کلمہ کے اول میں بھی لانا درست ہے اور شد کے اوپر بھی جیسے می پرورده شد یا پرورده می شد۔

اردو میں ماضی استمراری اسطرح بنتی ہے کہ ماضی مطلق کے آخر سے الف یا لفظ یا گرا کر تا تھا لگادیں جیسے پالا سے پالتا تھا۔ کھایا سے کھاتا تھا۔

سبق (۱۴) ماضی شکی

ماضی شکی وہ فعل ہے کہ جس سے فاعل کے کام میں شبہ پایا جائے کہ گذرے ہوئے زمانہ میں یہ کام ہوا یا نہیں۔ اسکے بنانیکا طریقہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے آخر زبر دیکر ہ اور باشد لگادیں۔ جب اور صیغے بنائینگے باشد کی دال گرا کر صیغوں کی علامت لگادیں گے۔ گردان یہ ہے

پرورده باشد پرورده باشند پرورده باشی پرورده باشید پرورده باشم پرورده باشیم

اردو میں ماضی شکی اسطرح بنتی ہے کہ اردو ماضی مطلق کے آخر لفظ ہوگا لگادیں جیسے پالا سے پالا ہوگا۔ ماضی شکی کو ماضی احتمالی بھی کہتے ہیں۔

سبق (۱۵) ماضی تمنی

ماضی تمنی وہ ہے جسمیں فعل کی آرزو پائی جائے اور اسکو ماضی شرطیہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ آرزو کے معنی حرف شرط کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور اگر حرف شرط کے بعد واقع نہ ہو تو ماضی استمراری کے معنی پائے جائینگے۔ اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے آخر میں یائے مجہول زیادہ کرتے ہیں جیسے پرورد سے پروردے کیا اچھا ہوتا کہ وہ پالتا۔ پرورده شدے کیا اچھا ہوتا کہ وہ پالا جاتا۔ ماضی تمنی کے کل تین صیغے ہیں واحد غائب جمع غائب واحد متکلم اور جس صیغہ کی علامت میں ی ہے جیسے واحد حاضر جمع حاضر جمع متکلم۔ یہ تینوں صیغے ماضی تمنی میں نہیں آتے کیونکہ دو یے جمع ہو جائینگی ایک صیغہ کی ایک ماضی کی۔ گردان یہ ہے

پروردے   پروردندے   پروردے

اُردو میں ماضی تمنی اسطرح بنتی ہے کہ ماضی مطلق کے آخر سے الف یا لفظ یا دور کرکے تا ے زیادہ کرتے ہیں جیسے پالا سے پالتا۔ کھایا سے کھاتا۔

سبق (۱۶) ماضی معطوفہ

ماضی معطوفہ وہ ہے جسمیں دو فعل ایک ساتھ بذریعہ حرف عطف ذکر کئے جائیں اور پہلے فعل کا ماضی ہونا ضروری ہے۔ اسکے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے آخر زبر دیکر ہ لگا دیں اور ہ کے بعد کسی اور فعل کا ذکر کریں جیسے خوردہ رفت۔ یہ ہ واؤ عطف کے معنی میں ہے اسکے معنی ہیں اور یعنی کھایا اور گیا۔ یا یوں کہو کہ کھا کر گیا۔ اس ماضی کی گردان نہیں ہوتی۔

سبق (۱۷) فعل مستقبل

فعل مستقبل وہ فعل ہے جسمیں زمانہ آئندہ پایا جائے اور اسکے بنانیکا طریقہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے اول خواہد لگا دیں اور ماضی کا صیغہ بدستور رہنے دیں جیسے پرورد سے خواہد پرورد۔ جب اور صیغے بنائیں اُنکی علامتیں خواہد کی دال گرا کر لگا دیں اور ماضی کے صیغہ میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ گردان یہ ہے

خواہد پرورد   خواہند پرورد   خواہی پرورد   خواہید پرورد   خواہم پرورد   خواہیم پرورد

اُردو کا مستقبل اسطرح بنتا ہے کہ اُردو ماضی مطلق کے آخر کے الف کو یائے مجہول سے بدلکر گا۔ لگا دیں جیسے پالا سے پالیگا۔ **فائدہ** فارسی مستقبل مجہول میں خواہد شروع میں نہیں آیگا بلکہ شد پر لگایا جائیگا جیسے پروردہ خواہد شد۔ پالا جائیگا۔ پوری گردان یہ ہے۔

پروردہ خواہد شد   پروردہ خواہند شد   پروردہ خواہی شد   پروردہ خواہید شد

پروردہ خواہم شد   پروردہ خواہیم شد

سبق (۱۸) فعل مضارع

مضارع وہ فعل ہے جسمیں زمانہ موجودہ اور آئندہ دونوں پائے جائیں۔ اسکے بنانیکا طریقہ یہ ہے کہ مصدر کے آخر سے دَن یا تَن گرا کر دال ساکن علامت مضارع کی لگا دیں۔ اور دال سے پہلے حرف کو زبر دیدیں۔ دال سے پہلا حرف کبھی بدستور رہتا ہے کبھی گرایا جاتا ہے۔ کبھی ایک حرف سے

بدلتا ہے کبھی دو حرفوں سے۔ کبھی ایک حرف زیادہ کرتے ہیں۔ اور دال سے پہلا حرف ان گیارہ حرفوں میں سے ایک ضرور ہوگا جو اس ترکیب میں جمع ہیں۔

شرفم از سخن وے

یعنی

ش ر ف م ا ز س خ ن و ے

اِن گیارہ حرفوں کے اعتبار سے مصدر کی گیارہ قسمیں کیجاتی ہیں اور سوائے ان گیارہ حرفوں کے اور کوئی حرف۔ علامت مصدر سے قبل۔ کلام فارسی میں نہیں پایا گیا پس مضارع میں اِن گیارہ حرفوں میں سے کبھی کوئی حرف بدستور رہتا ہے اور کبھی اس میں ردوبدل ہوتا ہے جیساکہ اس نقشہ سے ظاہر ہوگا۔

فعل مضارع کا نقشہ

اُلف

(اس کی تین صورتیں ہیں)

صورت اول	علامت مصدر گرادینے اور علامت مضارع داخل کرنے کے بعد الف گرجاتا ہے جیسے اُفتادن سے افتد۔ اِستادن سے اِستد۔ نہادن سے نہد۔
صورت دوم	علامت مصدر گرادینے کے بعد الف مذکورۃ سے بدلجائے جیسے دادن سے دہد
صورت سوم	دو مصدروں میں حذف نہیں ہوتا بلکہ اُس کے بعد یٓ مضارع میں زیادہ ہوجاتی ہے جیسے کشادن سے کشاید اور زادن سے زاید۔

خ

اس کی چار صورتیں ہیں

صورت اول	علامت مصدر گرادینے کے بعد خائے مذکور زائے معجمہ سے بدلجاتا ہے جیسے افراختن سے افرازد۔ اندوختن سے اندوزد۔ ساختن سے سازد انگیختن سے انگیزد۔ نواختن سے نوازد

صورت دوم	علامت مصدر گرا دینے کے بعد خا مذکور سین مہملہ سے بدلجاتا ہے جیسے شناختن سے شناسد
صورت سوم	علامت مصدر گرادینے کے بعد خا مذکور شَ سے بدلجاتا ہے جیسے فروختن سے فروشد
صورت چہارم	گسیختن میں یَ اور خَ دونوں کی جگہ لام آتا ہے جیسے گسلد۔

رائے مہملہ

(اس کی تین صورتیں ہیں)

صورت اول	علامتِ مصدر۔ علامت مضارع سے بدلجائے جیسے بُردن سے بَرد افشاردن سے افشارد۔ گستردن سے گسترد۔
صورت دوم	مُردن میں رَ سے پہلے یَ زائد کرتے ہیں جیسے میرد
صورت سوم شافی	جیسے کردن سے کند

زائے معجمہ

(اسکی ایک صورت ہے)

ایک صورت	مصدر کی علامت گراکر۔ مضارع کی علامت دال ساکن سے پہلے نون زیادہ کرتے ہیں جیسے زدن سے زند۔

سین مہملہ

اسکی بارہ[۱۲] صورتیں ہیں

صورت اول	علامات تبدیل کرنے کے بعد سین صیغہ مضارع میں گرپڑے جیسے زیستن سے زیَد۔ گریستن سے گرید۔
صورت دوم	سین مضارع میں ہَ سے بدلجائے جیسے کاستن سے کاہد۔ خواستن سے خواہد۔ جستن سے جہد
صورت سوم	سین مضارع میں یاَ سے بدلجائے جیسے آراستن سے آراید۔ پیراستن سے پیراید

صورت چہارم	سین مضارع میں دو حرف واؤ اور یا سے بدلجائے جیسے رُستن سے رُوید۔ جُستن سے جوید۔
صورت پنجم	سین۔ مضارع میں نون سے بدلجائے جیسے شکستن سے شکند
صورت ششم	سین مضارع میں لام سے بدلجائے جیسے گُسستن سے گُسلد
صورت ہفتم	سین مضارع میں گرجائے جیسے بالیستن سے باید اور یہ صورت مقتضب ہے یعنی بُریدہ۔ اسمیں اکثر صیغے مستعمل نہیں۔
صورت ہشتم شاذ	جیسے خاستن سے خیزد۔ پیوستن سے پیوندد
صورت نہم	نگریستن میں سین اور اس سے پہلے یٰ حذف ہوجاتی ہے جیسے نگرد
صورت دہم	س بدلتا ہے نؔ اور دؔ سے۔ جیسے بستن سے بندد
صورت یازدہم	نشستن میں سؔ بدلتا ہے نؔ اور دؔ سے نشیند
صورت دوازدہم	خستن میں سؔ کے بعد تؔ زائد آتی ہے جیسے خستند

شین معجمہ

اسکی تین صورتیں ہیں

صورت اول	شین مضارع میں رائے مہملہ سے بدلتا ہے جیسے کاشتن سے کارد گذشتن سے گذرد
صورت دوم شاذ	جیسے نوشتن سے نویسد کہ اسمیں شین مذکور یائے تحتانی سے و سین مہملہ سے بدلا ہے اور کشتن سے کشد کہ اسمیں شین قائم رہا ہے۔ صرف اسکو فتحہ دیا گیا ہے۔ اور گشتن سے گردد کہ اسمیں شین۔ رائے مہملہ و دال مہملہ سے بدلا ہے اور ہشتن سے ہلد کہ اسمیں شین لام سے بدلا ہے اور برشتن سے بریذد کہ اسمیں شین یٰ سے بدلا ہے۔
صورت سوم مقتضب	جیسے سرشتن سے سرشتند۔ اور آغشتن۔ برشتن۔ رشتن میں بعض کا تو مضارع ہی نہیں آتا۔ اور بعض کا مضارع تو آتا ہے لیکن اور صیغے امر ونہی نہیں آتے۔ پس اس حیثیت سے اس قسم کے مصدر بریدہ و ناتمام ہیں اور اسی لئے انکو مقتضب کہتے ہیں۔

فا

(اسکی پانچ صورتیں ہیں)

صورتِ اول	فا۔ بائے موحدہ سے بدلجائے جیسے کوفتن سے کوبد
صورت دوم	فا۔ واؤ سے بدلجائے جیسے رفتن سے رَوَدْ۔ شنفتن سے شنوُد۔
صورت سوم	سوائے اسکے کہ علامت مصدر کو علامت مضارع سے بدلدیں اور کوئی عمل نہیں کیا جاتا۔ جیسے بافتن سے بافد۔ شگافتن سے شگافد۔
صورتِ چہارم	جیسے خفتن سے خوابد اور خفتند و خسپد بھی آتا ہے۔ گرفتن سے گیرد۔ گفتن سے گوید۔ پذیرفتن سے پذیرد۔
صورتِ پنجم	جیسے نہفتن کہ اس کا مضارع مستعمل نہیں۔

میم

(اسکی ایک صورت ہے)

ایک صورت	یہ ہے کہ میم مضارع میں یا سے بدلجاتا ہے جیسے آمدن سے آید اور اس صورت کا صرف یہی ایک مصدر ہے۔

نونِ ساکن

(اسکی ایک صورت ہے)

ایک صورت	یہ ہے کہ علامت مصدر گرانے اور علامت مضارع لگانے کے بعد اس نون کو متحرک کردیتے ہیں جیسے افگندن سے افگنَد۔ افشاندن سے افشانَد خواندن سے خوانَد۔

واؤ

(اسکی دو صورتیں ہیں)

صورت اول	واؤ صیغہ مضارع میں الف و یائے تحتانی سے بدلجاتا ہے جیسے کشودن سے کشاید۔ آلودن سے آلاید۔ آسودن سے آساید۔ نمودن سے نماید۔

صورت دوم	سوائے تبدیل علامت کے اور کوئی عمل نہیں کیا جاتا جیسے بُودن سے بُوَد۔
	یائے تحتانی (اسکی دو صورتیں ہیں)
صورت اول	یا صیغہ مضارع میں گرپڑے جیسے بُریدن سے بُرَد۔ پریدن سے پَرَد۔ گردیدن سے گردد۔ نرسیدن سے نرسَد۔ پرستیدن سے پرستد۔ خریدن سے خرد
صورت دوم	جیسے دیدن سے بیند۔ گزیدن سے گزیند۔ چیدن سے چیند۔ آفریدن سے آفریند

ف واضح ہو کہ مضارع کی یہ تمام قسمیں یا صورتیں سماعی ہیں قیاسی نہیں ہیں۔ پس جو لوگ مضارع کا کوئی خاص قاعدہ مقرر کرنا اور سماعی کو قیاسی بتانا چاہتے ہیں وہ خطا کرتے ہیں۔
اردو میں مضارع اسطرح بنتا ہے کہ ماضی مطلق سے الف دور کرکے یائے مجہول لگادیں جیسے پالا سے پالے
فائدہ جسطرح فارسی ماضی مطلق کے شروع میں ب زائد آتی ہے اسی طرح مضارع کے شروع میں آتی ہے اور اس ب کے کچھ معنی نہیں ہوتے۔ اگر مضارع کے اول حرف پر ضمہ ہو تو ب مضموم پڑھینگے اور اگر کسرہ یا فتحہ ہو تو مکسور پڑھینگے جیسے بگُوید۔ بِرَوَد۔ بِرِیزد۔ اور اسم پر جو ب آتی ہے اسکو ہمیشہ مفتوح پڑھینگے جیسے قلم۔ بقلم۔

سبق (۱۹) فعل حال

فعل حال وہ فعل ہے جسمیں زمانہ موجود پایا جائے اور بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع کے شروع میں می۔ ہمی لگادیں جیسے می پرورَد۔ ہمی پرورَد۔ پوری گردان یہ ہے۔

می پرورَد　می پرورند　می پروری　می پرورید　می پرورم　می پروریم

حال مجہول میں می یا ہمی کلمہ کے شروع میں نہیں آتا بلکہ شود پر لگایا جاتا ہے جیسے پرورده میشود
اُردو میں حال اسطرح بنتا ہے کہ اُردو مضارع کے آخر سے یائے مجہول دور کرکے تا ہے لگاتے ہیں جیسے پالے سے پالتا ہے۔

سبق (۲۰) فعل امر

کسی کام کا حکم کرنے کو امر کہتے ہیں۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ امر حاضر۔ امر غائب۔ اور متکلم کے صیغوں کو بھی

امر غائب میں داخل سمجھتے ہیں۔ اسلئے کہ امر غائب اور امر متکلم کے بنانے کا طریقہ ایک ہی۔ اور وہ یہ کہ مضارع کے شروع میں باید کہ یا حرف بَ لگا دیتے ہیں جیسے باید کہ پروَرَد۔ یا بپرورَد اور یہ علامت۔ مضارع اور امر غائب میں فرق کرنے کیواسطے لگاتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت مضارع اور امر غائب دونوں ایک ہی ہیں۔
اُردو میں امر غائب اسطرح بنتا ہے کہ اُردو مضارع کے اول چاہیئے کہ لگا دو۔ جیسے چاہیئے کہ پالے۔ فارسی امر حاضر بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ مضارع واحد حاضر کے آخر سے یائے علامت دور کر کے اُس سے پہلے حرف کا زیر گرا دیں جیسے پروری سے پرور۔ پوری گردان فعل امر کی اسطرح ہے
باید کہ پرورد　باید کہ پرورند　پرور　پرورید　باید کہ پرورم　باید کہ پروریم
اُردو میں امر حاضر اس طرح بنتا ہے کہ اُردو مضارع واحد حاضر سے یائے مجہول گرا دیں جیسے پالے سے پال۔
فارسی امر حاضر مجہول۔ مضارع حاضر مجہول سے بنائیں گے جیسے پرورده شود سے پرورده شو
فائدہ امر جمع حاضر کا صیغہ بعینہٖ مضارع کا صیغہ ہے جیسے پرورید مگر امر کے شروع میں اکثر بَ زائد ہوتی ہے۔ فائدہ کبھی در۔ بر۔ می۔ بھی امر حاضر پر زائد لاتے ہیں مگر اس زیادتی کو معنی میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے درساز۔ برافگن۔ میکن۔

سبق (۲۱) فعل نہی

کسی کام کو روکنے کو نہی کہتے ہیں۔ نہی کی دو قسمیں ہیں۔ حاضر۔ غائب۔ اور مثل امر کے نہی متکلم کو بھی نہی غائب میں شمار کرتے ہیں۔
نہی حاضر فارسی میں اسطرح بنتی ہے کہ امر حاضر کے اول میم مفتوح لگا دیں جیسے پرور سے مپرور۔ اور نہی حاضر مجہول میں شو پر میم لگا دیں جیسے پرورده شو سے پرورده مشو۔
اُردو میں نہی حاضر اسطرح بنتی ہے کہ اُردو امر حاضر کے اول نون لگا دیں جیسے پال سے نہ پال
فارسی میں نہی غائب و متکلم بعینہٖ فعل مضارع ہے دونوں میں فرق کیلئے باید کہ لگاتے ہیں جیسے باید کہ نپرورد۔ پوری گردان فعل نہی کی یہ ہے۔
باید کہ نپرورد　باید کہ نپرورند　مپرور　مپرورید　باید کہ نپرورم　باید کہ نپروریم
اُردو میں نہی غائب اسطرح بنتی ہے کہ امر غائب کے اول ن لگا دیں جیسے چاہیئے کہ نہ پالے۔

سبق (۲۲) امر و نہی استمراری

ہمیشہ کیواسطے حکم کرنے کو امر استمراری کہتے ہیں۔ امر استمراری حاضر۔ ماضی شکی سے بنتا ہے۔
اسطرح کہ ماضی شکی واحد حاضر کے آخر سے یائے معروف دور کرکے اس سے پہلے حرف کا زیر
گرادیں جیسے پرورده باشی سے پرورده باش۔ تو پالتا رہ
اور ہمیشہ کیواسطے کسی کام سے روکنے کو نہی استمراری کہتے ہیں۔ اور اس کے حاضر کا صیغہ اسطرح
بنتا ہے کہ امر استمراری حاضر کے باش پر میم لگادیں جیسے پرورده مباش۔ نہ پالتا رہ۔
امر استمراری غائب بعینہ اثبات ماضی شکی ہے صرف فرق کرنے کیواسطے اس کے اول
باید کہ لگاتے ہیں جیسے باید کہ پرورده باشد چاہیے کہ پالتا رہے۔
کبھی امر استمراری حاضر کے اول مے زائد بھی آتی ہے جیسے مے پرورده باش۔
اُردو میں امر استمراری حاضر اسطرح بنتا ہے کہ اُردو امر حاضر کے آخر تا رہ لگادیں
جیسے پال امر حاضر سے پالتا رہ۔ امر استمراری ہوگا۔
اور نہی استمراری حاضر اُردو میں بناؤ تو اُسپر نون اور لگادو۔ جیسے نہ پالتا رہ۔

امر استمراری کی گردان

پرورده باشید　　پرورده باش　　باید کہ پرورده باشند　　باید کہ پرورده باشد
باید کہ پرورده باشیم　　باید کہ پرورده باشم

نہی استمراری کی گردان

پرورده مباشید　　پرورده مباش　　باید کہ نپرورده باشند　　باید کہ نپرورده باشد
باید کہ نپرورده باشیم　　باید کہ نپرورده باشم

سبق (۲۳) معروف و مجہول

فعل اپنے فاعل کے اعتبار سے دو قسم پر ہے اگر کام کرنے والا معلوم ہو تو فعل معروف ہے
جیسے کشت زید عمر را۔ یعنی مار ڈالا زید نے عمر کو۔ کشت فعل معروف ہے اس لئے کہ اُس کا فاعل

معلوم ہے۔ اور جس کام کا کرنے والا معلوم نہو وہ فعل مجہول ہے جیسے کشتہ شد زید۔ مار ڈالا گیا زید اسمیں زید کا مار ڈالنے والا معلوم نہیں۔ اسلئے کشتہ شد فعل مجہول ہوا۔
فعل مجہول میں چونکہ فاعل مذکور نہیں ہوتا اسلئے اُسکا تعلق مفعول سے ہوتا ہے اور اسی مفعول کو فاعل کے قائم مقام ذکر کرتے ہیں اور اس کا نام مفعول مالم یسم فاعلہ ہے یعنی ایسا مفعول جس کے فاعل کا نام و نشان نہیں جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہوا۔
فعل مجہول بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ جس مصدر سے مفعول بنانا ہو پہلے اُسکی ماضی مطلق بنالو اور اُس کے آخر ہ لگادو اور جس قسم کا فعل مجہول بنانا ہو ہمیشہ شدن سے بنالو اور دونو کو ملادو فعل مجہول بن جائیگا۔ جیسے پروردن سے ماضی قریب مجہول بنانا ہے تو اول پروردن سے ماضی مطلق معروف بناکر اُس کے آخر ہ لگادی پرورده ہوگیا اور شدن سے ماضی قریب بنائی شدہ است ہوگیا اب دونوں کو ملایا پرورده شده است ماضی قریب مجہول بنگیا۔

سبق (۲۴) اثبات و نفی

ہونے نہونے کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔ اثبات۔ نفی۔
اگر فعل پر نون مفتوح نہیں کے معنی کا آئے تو اُس فعل کو نفی یا منفی کہتے ہیں جیسے نکشت زید۔ نکشتہ شد زید۔ اور جس پر نون نہ آئے اُس کو اثبات یا مثبت کہتے ہیں۔ پس ہر ایک فعل کی چار گردانیں ہوئیں اثبات معروف جیسے پرورد نفی معروف جیسے نپرورد۔ اثبات مجہول جیسے پرورده شد نفی مجہول جیسے نپرورده شد۔ اسی طرح ہر مصدر کی بھی چار گردانیں ہونگی اثبات معروف پروردن۔ نفی معروف نپروردن۔ اثبات مجہول پرورده شدن نفی مجہول نپرورده شدن جیسا مصدر ہوگا ویسا ہی فعل ہوگا۔

سبق (۲۵) لازم و متعدی

فعل اپنے مفعول کے اعتبار سے دو قسم پر ہے لازم۔ متعدی۔
اگر کام کرنے والے پر کام پورا ہو جائے اور دوسرے پر نہ پہونچے یعنی جب کام اور کام کرنیوالے کے ذکر سے پوری بات سمجھ میں آجائے اور تیسری چیز کی ضرورت نہو تو وہ فعل لازم ہے جیسے نشست زید۔ زید بیٹھا۔ اسمیں نشست فعل ہے اور زید اُس کا فاعل۔ فعل بیٹھنے کا زید پر پورا

ہوگیا۔ کسی اور کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوئی تو نشست فعل لازم ہوا۔
اور اگر کام کرنے والے پر کام پورا نہ ہوا اور مطلب سمجھنے کیلئے تیسرے کی ضرورت ہو تو وہ فعل متعدی ہے اور وہ تیسرا شخص مفعول ہے جیسے نشانید زید بکر را۔ بٹھایا زید نے بکر کو۔
نشانید فعل متعدی۔ زید فاعل اور بکر مفعول ہے کیونکہ اسمیں بٹھانے کا فعل پورا ہونے کیلئے صرف زید کافی نہیں ہوا بلکہ تیسرا شخص جسکو بٹھایا گیا اُسکی بھی ضرورت ہوئی تو نشانید فعل متعدی ہوا اور نشست لازم۔
ف: فعل متعدی ہی مجہول ہوتا ہے فعل لازم مجہول نہیں ہوتا کیونکہ اس کا تعلق صرف فاعل سے ہے مفعول سے نہیں۔

سبق (۲۶) لازم و متعدی کی پہچان

مصدر لازم و متعدی کی پہچان یہ ہے کہ جس مصدر کی اُردو ماضی مطلق کے اخیر میں لفظ نے آئے تو وہ مصدر اور اُس کے افعال متعدی ہونگے جیسے زد زید مارا زیدنے۔ پرورد عمر۔ پالا عمر نے۔
اور جس مصدر کی اُردو ماضی مطلق کے آخر لفظ نے نہ آئے تو اُس مصدر اور اُس کے افعال کو لازمی سمجھو۔ جیسے خفت زید۔ سویا زید۔
تین مصدر۔ آوردن۔ بُردن۔ بودن اس قاعدہ سے علحدہ ہیں یعنی ہیں تو یہ متعدی لیکن انکے اُردو ماضی مطلق کے آخر نے نہیں آتا۔ سوائے ان تین مصدروں کے اور ہر ایک مصدر کی وہی پہچان ہے جو بیان ہوئی۔

سبق (۲۷) لازم کو متعدی کرنا

اگر مصدر لازم کو متعدی بنانا ہو تو مصدر لازم کا امر حاضر بناکر اُس کے آخر الف و نون لگاکر دن بڑھا دو۔ جیسے ترسیدن مصدر لازمی ہے اُس کا امر حاضر ترس ہوا۔ اِس کے آخر الف و نون لگاکر دن بڑھا دو۔ ترساندن متعدی ہوگیا۔ اور اگر الف و نون کے بعد یائے معروف بھی لائیں تو ترسانیدن ہوجائیگا۔ پس ترساندن و ترسانیدن دونوں مصدر متعدی ہوئے۔ ڈرانا۔
یہی قاعدہ متعدی میں جاری کرینگے تو وہ متعدی المتعدی ہوجائیگا اور اُس کے دو مفعول ہونگے جیسے ترساندن مصدر متعدی کا امر حاضر ترساں ہے اُس کے آخر الف و نون اور اُسکے بعد یائے معروف لگاکر دن لگادیں تو ترسانیدن متعدی المتعدی ہوگا۔ ڈروانا

اُردو میں لازمی مصدر کو متعدی بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ مصدر لازم کا اُردو میں امر حاضر بناکر اُسکے آخر الف اور نا لگادیں جیسے ڈرنا سے ڈرانا۔
اور متعدی المتعدی بنانے میں اُردو امر حاضر کے آخر وانا لگادو جیسے ڈر سے ڈروانا۔
اُردو میں امر حاضر کے آخر اگر حرف علت ہو تو متعدی بنانے وقت حرف علت کو واؤ یا لام سے بدلکر وانا لگادیں۔
الف کی مثال گانا۔ اسکا امر حاضر گا۔ اس الف کو واؤ سے بدلکر الف اور نا لگادیں۔ گوانا ہوگیا
واؤ کی مثال دھونا۔ اسکا امر حاضر دھو ہوا۔ واؤ کو لام سے بدلکر الف اور نا لگادیا دُھلانا ہوگیا۔
ی کی مثال سینا۔ اس کا امر سی ہوا۔ اسکی ی کو لام سے بدلکر الف و نا لگادیا سِلانا ہوگیا۔

سبق (۲۸) فعل بافاعل

واضح ہو کہ یہ چار صیغے ہمیشہ فعل بافاعل ہوتے ہیں یعنی اُن کا فاعل اُن کے ساتھ ہوتا ہے وہ چار صیغے یہ ہیں واحد حاضر جمع حاضر واحد متکلم جمع متکلم
حاضر کے صیغوں میں فاعل وہ شخص ہوتا ہے جس سے بات کیجائے جیسے کردی تونے کیا۔ کردید تم نے کیا تو لفظ تو اور تم فاعل ہیں۔ اور متکلم کے صیغوں میں فاعل بات کرنے والا ہوتا ہے جیسے کردم میں نے کیا۔ کردیم ہم نے کیا۔ تو لفظ میں اور ہم فاعل ہوئے۔
صیغہ واحد غائب اور جمع غائب میں فاعل معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر فعل لازم ہے تو اُس کے صیغوں کے ساتھ کون لگاکر دیکھو اور اگر فعل متعدی ہے تو اُس کے معنوں کے ساتھ کس نے۔ لگاکر دیکھو جو کچھ جواب میں حاصل ہو وہی اُس کا فاعل ہے۔ جیسے زید آمد۔ زید آیا اگر پوچھو کون آیا۔ جواب یہی ہوگا کہ زید۔ پس زید فاعل ہوا آمد کا۔
اور زد زید۔ زید نے مارا۔ اگر پوچھو کس نے مارا۔ جواب یہی ہوگا زید نے۔ پس زید فاعل ہوا زد کا

سبق ۲۹ افعال ناقصہ

افعال ناقصہ وہ فعل ہیں جو باوجود لازم ہونے کے فاعل پر تمام نہوں اسیوجہ سے انکو ناقصہ کہتے ہیں۔ اسمیں بجائے فاعل کے اسم اور بجائے مفعول کے خبر ہوتی ہے۔
اگر عبارت میں ان کا اسم معلوم کرنا چاہو تو فعل کے معنوں کے ساتھ کون لگاکر دیکھو

جو جواب میں حاصل ہو وہ اسم ہے اور جو کیا کے جواب میں آئے وہ خبر ہے۔
جو مصدر ہونے کے معنوں میں ہو جیسے بودن۔ شدن۔ گشتن۔ گردیدن۔ ان سب کے افعال ناقصہ ہیں۔ ہست۔ نیست بھی افعال ناقصہ ہیں جیسے شد زید دانا۔ بود زید دانا۔ ہست زید دانا۔ ان میں شد۔ بود۔ ہست فعل ناقص ہیں۔ زید اسم ہے اور دانا خبر۔
کبھی است بھی ہست کے معنی میں آتا ہے اور اسم و خبر چاہتا ہے اور فعلوں کی طرح ہست و نیست کے بھی چھ چھ صیغے آتے ہیں۔ ہست۔ ہستند۔ ہستی۔ ہستید۔ ہستم۔ ہستیم
نیست نیستند نیستی نیستید نیستم نیستیم

سبق (۳۰) فاعل غائب کی پہچان

چونکہ ہر فعل کا فاعل ضرور ہوتا ہے اس لئے جس جگہ عبارت میں مذکور نہیں ہوتا وہاں واحد غائب میں لفظ او پوشیدہ ہوتا ہے وہی اُس کا فاعل ہے۔
اُو کے معنی فعل لازم میں وہ اور متعدی میں اُس نے کہتے ہیں جیسے آمد وہ آیا۔ خورد اُس نے کھایا۔
اور جمع غائب کے صیغہ میں فاعل لفظ اند ہے تد کے معنی فعل لازم میں وہ اور متعدی میں انھوں نے۔ کہتے ہیں جیسے آمدند وہ آئے۔ خوردند انھوں نے کھایا۔
واحد غائب کے صیغہ میں فاعل کا حذف کرنا درست ہے اور جمع غائب میں بھی حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ اس عبارت میں۔ آوردہ اند کہ سپاہ دشمن بسیار بود۔
اس میں آوردہ اند کا فاعل حذف کر دیا ہے۔ یعنی نقل کرنے والوں نے نقل کیا ہے۔
اور جیسے اختیار بدستِ من ندادہ اند۔ یعنی قضا و قدر نے اختیار میرے ہاتھ میں نہیں دیا ہے یہاں ندادہ اند کا فاعل قضا و قدر محذوف ہے۔
ف جس طرح کون لگا کر فعل معروف کا فاعل دریافت کرتے ہیں اسی طرح فعل مجہول کے ساتھ کون لگا کر اُس کا مفعول مالم یسم فاعلہ معلوم کرتے ہیں۔ جیسے کشتہ شد زید۔ مار ڈالا گیا زید۔ اگر پوچھو کون مار ڈالا گیا جواب یہی ہوگا کہ زید۔ پس زید مفعول مالم یسم فاعلہٗ کشتہ شد کا ہوا۔
ف۔ فاعل ہمیشہ اسم ہوتا ہے فعل اور حرف فاعل نہیں ہوتا۔ بلکہ جس اسم پر حرف لگا ہوا ہو

وہ بھی فاعل نہیں ہوتا۔
ف ۳ فاعل کبھی دو لفظوں سے بنتا ہے جیسے رفت پدر زید۔ اور کبھی تین لفظوں سے جیسے رفت پدر غلامِ زید

سبق ۱۳ مفعول بہ کی پہچان

جس پر کام واقع ہو اُسکو مفعول بہ کہتے ہیں اور اُس کو عبارت میں اسطرح معلوم کرتے ہیں کہ فعل کے اُردو ترجمہ کے ساتھ کیا یا کسکو لگادو جو جواب میں آئے وہ مفعول بہ ہے۔ اگر مفعول بہ جاندار ہے تو کسکو کے جواب میں آتا ہے اور اگر بے جان ہے تو کیا کے جواب میں آتا ہے۔ جیسے خورد زید طعام۔ جب کہو گے کیا کھایا جواب ہوگا طعام۔ پس طعام خورد کا مفعول بہ ہے۔ اور جیسے زد زید بکررا۔ جب کہو گے کسکو مارا۔ جواب یہی ہوگا بکر کو۔ پس بکر۔ زد کا مفعول بہ ہے فارسی میں جاندار مفعول کی علامت یہ ہے کہ اُس کے آخر میں را ہوتا ہے جیسے زد زید بکررا۔ اور اگر مفعول بے جان ہوتا ہے تو را نہیں لاتے۔ جیسے خورد زید طعام۔

ف ۱ بعض فعلوں کے دو مفعول ہوتے ہیں جنکے مصدر یہ ہیں۔ دانستن۔ یافتن۔ انگاشتن نگریستن۔ دادن۔ بخشیدن۔ گردانیدن اور جو ان کے ہم معنی ہیں جیسے ساختن۔ کردن۔ ہم معنی اسی گردانیدن کے۔ ان کے بھی دو مفعول ہونگے۔ پہلے مفعول کو مفعول بہ۔ اور دوسرے کو مفعول ثانی کہتے ہیں۔ جیسے دانستم زید را دانا۔ دانستم فعل با فاعل۔ زید مفعول بہ۔ دانا مفعول ثانی ہے اسیطرح انگاشتم زید را بینا۔ ساختم زید را نویسندہ۔ دادم زید را درہم۔ بخشیدم زید را کتاب ف ۲ کبھی ان مصدروں کے افعال کا مفعول ثانی نہیں ہوتا۔ جیسے بخشیدم اورا۔ اسمیں بخشیدم فعل با فاعل او مفعول بہ۔ را علامت مفعول کی۔ مفعول ثانی نہیں آیا۔

ف گفتن سے جو فعل نکلتے ہیں اُن کے بھی دو مفعول ہوتے ہیں پہلے مفعول کو مفعول بہ اور دوسرے کو مقولہ کہتے ہیں۔ مقولہ اکثر جملہ ہوتا ہے جیسا ان دو مثالوں میں۔
مثال اول۔ گفتمش در چشم بنشیں۔ اسمیں گفتم فعل با فاعل۔ ش مفعول بہ۔ در چشم بنشیں مقولہ ہے۔ مثال دوم۔ گفت منشینش رقیب۔ اسمیں گفت فعل رقیب فاعل۔ ش مفعول بہ منشین مقولہ ف ۲ کبھی گفتن کا مفعول بہ محذوف ہوتا ہے فقط مقولہ ذکر کرتے ہیں جیسے ان دو مثالوں میں۔ مثال اول۔ فلک گفت اَحسنتَ۔ آسمان نے کہا اچھا کیا تو نے۔ اسمیں گفت فعل فلک فاعل۔ اَحسنتَ مقولہ ہے مفعول بہ نہیں آیا۔ مثال دوم مہ گفت زہ۔ چاند نے کہا عجیب۔

اسمیں گفت فعل، تو فاعل، زہ مقولہ۔ مفعول بہ نہیں آیا۔

ف مقولہ اکثر جملہ ہوتا ہے مگر کبھی ایک لفظ بھی ہوتا ہے جیسے تنا گفتم۔ اسمیں گفتم فعل بافاعل، تنا مقولہ ہے۔

ف مفعول بہ اکثر ایک لفظ ہوتا ہے مگر کبھی جملہ بھی ہوتا ہے جیسے میخواہم ترا بہ بینم۔ اسمیں میخواہم فعل بافاعل۔ ترا بہ بینم یہ سارا جملہ مفعول بہ ہے۔

دراصل ترا بہ بینم مصدر کے معنی میں ہے اسواسطے مفعول بہ بنگیا۔ یعنی میخواہم دیدن تو۔ میں تیرا دیکھنا چاہتا ہوں

سبق (۳۳) چار مفعول

گذشتہ مفعولوں کے علاوہ چار مفعول اور ہیں مفعول فیہ۔ مفعول لہ، مفعول معہ، مفعول مطلق

مفعول فیہ۔ وہ مفعول ہے جس سے کام کا وقت یا کام کی جگہ معلوم ہو۔ اگر کام کی جگہ معلوم ہو تو مفعول فیہ ظرف مکان ہے اور اگر کام کا وقت معلوم ہو تو مفعول فیہ ظرف زمان ہے۔

مفعول فیہ پر۔ در۔ بر۔ ب بھی زائد لاتے ہیں جیسے رفتم در بازار بوقت شام۔ اسمیں بازار۔ ظرف مکان ہے اسپر در آیا۔ اور بوقت شام ظرف زمان ہے اسپر ب آگئی۔

کبھی یہ زائد حروف گرا دیتے ہیں۔ جیسے کوئی پوچھے شب کجا بودی۔ اسمیں شب ظرف زمان ہے یعنی در شب کجا بودی۔ در گرا دیا۔

مفعول لہٗ وہ ہے جس کے سبب سے کام ہوا ہو جیسے زدم زید را برائے ادب۔ میں نے زید کو ادب کیواسطے مارا۔ زدم فعل بافاعل۔ زید مفعول بہ۔ ادب مفعول لہٗ ہے۔

مفعول معہٗ وہ ہے جو مفعول بہ کے بعد آئے اور اُسپر لفظ با مع کے معنوں میں لگا ہو جیسے زدم زید را با بکر۔ زدم فعل بافاعل۔ زید مفعول بہ۔ بکر مفعول معہ۔

ف مفعول معہ۔ مفعول بہ کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

مفعول مطلق۔ فعل کے بعد اس کے مصدر یا حاصل مصدر کا ذکر کیا جائے تو وہ مصدر یا حاصل مصدر مفعول مطلق ہے اور یہ تین طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ تاکید کیواسطے۔ اسوقت مصدر میں یائے معروف زیادہ کرتے ہیں جیسے زدم زید را زدنی میں نے زید کو مارا پورا مارنا۔ اسمیں زدنی مفعول مطلق ہے۔

۲۔ وضع و ہیئت بتانے کیواسطے آتا ہے۔ اسوقت ی نہیں لگاتے بلکہ مصدر کو کسیطرف

منسوب کر دیتے ہیں جیسے نشستم نشستن امیر۔ میں بیٹھا امیر کیطرح بیٹھنا۔ اسمیں نشستن امیر مفعول مطلق ہے
۳۔ شمار کیواسطے آتا ہے جیسے نشستم پنج نشست۔ میں پانچ بیٹھک بیٹھا۔ اسمیں نشست حاصلمصدر
مفعول مطلق ہے۔

ف اِن چاروں مفعولوں میں سے ہر ایک کے دریافت کرنے کیلئے ایک ایک لفظ مقرر ہے
جب اُردو ترجمہ کے ساتھ یہ لفظ لاؤ گے اس کے جواب میں وہی مفعول آئے گا۔ جیساکہ ذیل کے
جدول سے معلوم ہوگا۔

مفعول فیہ	مفعول فیہ	مفعول معہ	مفعول لہٗ	مفعول مطلق	مفعول مطلق	مفعول مطلق
ظرف زمان	ظرف مکان			برائے تاکید	برائے وضع	برائے عدد
کب	کہاں	کسکے ساتھ	کسواسطے	کیا	کسطرح	کے بار

سبق نمبر ۳۳ اسم حال

اسم حال وہ اسم ہے جس سے فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت کام کے وقت کی معلوم ہو
جیسے زدم زید را استادہ۔ میں نے زید کو کھڑے ہوئے مارا۔ اسمیں زدم فعل با فاعل اور
زید مفعول بہ ہے۔ استادہ حال ہے جس سے فاعل کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ مارنیکے
وقت مارنے والا کھڑا تھا۔

اور کشتم زید را تشنہ۔ میں نے زید کو ایسے حال میں مارا کہ وہ پیاسا تھا۔ اسمیں کشتم فعل
با فاعل۔ زید مفعول بہ۔ تشنہ حال۔ جس سے مفعول کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ جسوقت
وہ مارا گیا پیاسا تھا۔

کبھی حال جملہ بھی ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے اول واؤ ضرور ہوتا ہے اسکو واؤ حالیہ کہتے ہیں
جیسے زدم زید را و پدرش استادہ بود۔
میں نے زید کو مارا اس حال میں کہ اُس کا باپ کھڑا تھا۔ اسمیں زدم فعل با فاعل۔ زید
مفعول بہ۔ پدرش استادہ بود۔ سارا جملہ حال ہے جسپر واؤ لگایا گیا ہے۔
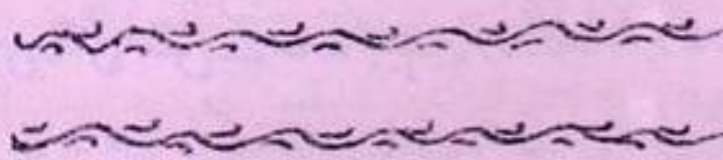
سبق (۳۴) اسم فاعل قیاسی

فاعل کام کرنے والے کو کہتے ہیں اور اُسپر جو لفظ بولا جائے وہ اسم فاعل ہے یا یوں کہو کہ اسم فاعل وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات کو بتائے جس سے فعل ظاہر ہو یا جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ اسم فاعل کی دو قسمیں ہیں۔ قیاسی۔ سماعی۔

اسم فاعل قیاسی وہ اسم ہے جو قاعدہ مقررہ کے موافق بنایا جائے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ امر حاضر کے آخر زیر دیکر ن دٰہ یعنی ندہ (بنون ساکن) زیادہ کریں جیسے پرور سے پرورندہ جب جمع کا صیغہ بنائیں اسم فاعل کی ہ کو گاف سے بدلکر الف و نون لگا دیں جیسے پرورندگاں۔

اُردو میں اسم فاعل اسطرح بنتا ہے کہ مصدر کے آخر کے الف کو یائے مجہول سے بدلکر والا لگادیں جیسے پالنا سے پالنے والا۔ اور جب جمع کا صیغہ بنائیں والا کی آخری الف کو یائے مجہول سے بدلدیں۔ جیسے پالنے والا سے پالنے والے۔

سبق (۳۵) اسم فاعل سماعی

اسم فاعل وہ اسم ہے جس کے بنانے کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں محض سننے سے تعلق رکھتا ہے یعنی جس طرح اہل زبان سے سنا گیا اُسی طرح استعمال میں آنے لگا جیسے جہاں آرا۔ آمرزگار۔ استرہ۔ افتاں۔ دانا۔ پرستار۔ پروردگار۔ خریدار۔ زار۔ یہ سب اسم فاعل سماعی ہیں اور ہر ایک کی جدا جدا حیثیت ہے۔ کسی خاص وزن و قاعدہ کے موافق نہیں ہیں

مذکورہ بالا صیغوں سے اسم فاعل کی یہ علامتیں معلوم ہوتی ہیں

آرا۔ گار۔ ہ۔ الف و نون۔ الف۔ ار

علامت اول۔ آرا۔ یہ امر حاضر ہے اس کے ساتھ ایک اور اسم ملنے سے اسم فاعل سماعی بنگیا۔ جیسے جہاں آرا۔ بزم آرا۔

علامت دوم گار۔ یہ کبھی امر حاضر کے ساتھ ملتا ہے۔ جیسے آمرزگار۔ پرہیزگار۔ اور کبھی ماضی مطلق کے ساتھ جیسے پروردگار۔ کردگار

علامت سوم ہ ہے یہ امر حاضر کے ساتھ ملنے سے اسم فاعل سماعی بنجاتا ہے جیسے استرہ

علامت چہارم الف ونون ہے اسکو امر حاضر کے ساتھ ملاؤ تو اسم فاعل سماعی بنجابیگا جیسے
افتاں۔ خیزاں
علامت پنجم۔ الف ہی۔ یہ بھی امر حاضر کے ساتھ ملے تو اسم فاعل سماعی بنجایگا جیسے دانا۔ بینا
علامت ششم ار ہے یہ کبھی امر حاضر کے ساتھ ملتا ہے جیسے پرستار۔ اور کبھی ماضی کیساتھ
جیسے خریدار۔ نمودار۔
فـ کبھی خود امر کا صیغہ اسم فاعل سماعی کے معنی دیتا ہے جیسے زاریدن سے زار۔
فـ عربی کا اسم فاعل جو فاعل کے وزن پر ہو وہ بھی فارسی میں بہت آتا ہے جیسے کاتب۔ عالم

سبق (۳۶) اسم مفعول قیاسی

جس شخص یا جس چیز پر فعل واقع ہو اُس کے لئے جو لفظ یا صیغہ بولا جائے وہ اسم مفعول ہے
مثل اسم فاعل کے اسم مفعول کی بھی دو قسمیں ہیں۔ قیاسی۔ سماعی۔
اسم مفعول قیاسی وہ ہے جو قاعدہ مقررہ کے موافق بنایا جائے اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ ماضی
مطلق معروف یا ماضی مطلق مجہول کے آخر زبر دیکر ہ لگادیں جیسے پرورد سے پروردہ۔ اور
پروردہ شد سے پروردہ شدہ۔ جب جمع کا صیغہ بنائیں اسم مفعول کی ہ کو گ سے بدلکر
الف ونون زیادہ کریں جیسے پروردگاں۔ پروردہ شدگاں۔
اُردو میں اسم مفعول اسطرح بنتا ہے کہ ماضی مطلق کے آخر میں ہوا لگادیں جیسے پالا سے
پالا ہوا۔ اور ماضی مطلق مجہول سے اسم مفعول بنانے کیواسطے کچھ نہیں لگائینگے کیونکہ اُردو
میں ان دونوں کا ایک ہی صیغہ ہے جیسے پالا گیا۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ ماضی مطلق مجہول
میں زمانہ پایا جاتا ہے اور اسم مفعول میں زمانہ نہیں ہوتا۔
فـ عربی میں فعل لازم کا اسم مفعول نہیں ہوتا اور فارسی میں ہوتا ہے جیسے رفتہ۔ رفتگاں۔
فـ عربی کا اسم مفعول۔ مفعول کے وزن پر فارسی میں اکثر مستعمل ہے۔ جیسے مطلوب۔ معلوم۔

سبق (۳۷) اسم مفعول سماعی

اسم مفعول سماعی کا بھی کوئی قاعدہ مقرر نہیں۔ محض سنے سنائے صیغے استعمال میں آتے ہیں۔
جیسے قرآگند۔ پامال۔ مصلحت آمیز۔ بریاں۔ گرفتار۔ گزیں۔ یہ سب اسم مفعول سماعی ہیں

ان مثالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
کبھی ایک اسم اور ایک ماضی کا صیغہ ملنے سے اسم مفعول سماعی بنجاتا ہے جیسے فرآگند۔
کبھی ایک اسم اور ایک امر ملنے سے اسم مفعول سماعی بن جاتا ہے جیسے پامال مصلحت آمیز۔ دلپذیر
کبھی امر حاضر کے آخر الف و نون لگا دیتے ہیں جیسے برشتن سے بریاں۔
کبھی ماضی مطلق کے آخر آر لگاتے ہیں جیسے گرفتن سے گرفتار۔
کبھی خود امر حاضر کا صیغہ اسم مفعول سماعی کے معنی دیتا ہے جیسے گزیدن سے گزیں۔

سبق (۳۸) اسم تفضیل

اسم تفضیل وہ اسم مشتق ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ فاعل اپنے کام میں سب سے زیادہ ہے۔
اسم تفضیل فارسی میں اسطرح بنتا ہے کہ اسم فاعل کے آخر تر لگا دیں جیسے پرورندہ تر۔ زیادہ پالنے والا۔ اور جمع کیلئے آخر میں الف و نون زیادہ کرتے ہیں جیسے پرورندہ تراں۔
اُردو میں اسم تفضیل اسطرح بنتا ہے کہ اسم فاعل کے اول لفظ زیادہ لگا دیں جیسے زیادہ پالنے والا۔
اور جمع کیلئے اُس کے آخر کے الف کو یائے مجہول سے بدلدینگے۔ جیسے زیادہ پالنے والے۔

سبق (۳۹) اسم ظرف و اسم آلہ

اسم ظرف وہ اسم مشتق ہے جس سے کام کے ہونے کا وقت یا جگہ سمجھی جائے۔ اگر کام کی جگہ معلوم ہو تو اسم ظرف مکان ہے اور اگر وقت معلوم ہو تو اسم ظرف زمان ہے۔
ظرف مکان کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ امر واحد حاضر کے شروع میں اسم لگا دو۔ جیسے زرخیز۔ یعنی جائے اخاستن زر۔ اور کبھی حاصل مصدر پر گاہ لگانے سے بنتا ہے جیسے آرام گاہ۔ آرام کی جگہ پرورش گاہ پالنے کی جگہ۔ خوابگاہ۔ سونے کی جگہ۔
اور اگر اسم ظرف زمانی ہے تو گاہ کے معنی وقت کے لگینگے۔ جیسے سحرگاہ۔ صبح کا وقت۔
اسم آلہ وہ ہے جو کام کا واسطہ یعنی اوزار ہو اور وہ بھی امر و اسم کے ملنے سے بنتا ہے۔ جیسے فتیل سوز۔ یعنی آلہ سوختن فتیلہ۔ (بتی جلانے کا اوزار) زرکوب سونا کوٹنے کا آلہ۔
ف عربی کا اسم ظرف مَفعَل و مَفعِل کے وزن پر جیسے مکتب۔ مدرسہ۔ اور اسم آلہ مِفعَل و مِفعَال کے وزن پر جیسے مِجمَر۔ مِقراض فارسی میں بہت مستعمل ہیں۔

سبق (۱۰) حاصل مصدر

حاصل مصدر کے معنی ہیں مصدر کا نتیجہ و خلاصہ۔ پس جو اسم۔ اس معنی پر دلالت کرے وہ حاصل مصدر ہے اور یہ چند صورتوں سے مستعمل ہوتا ہے

۱۔ اکثر تو یہ ہے کہ امر حاضر کے آخر شین زیادہ کرتے ہیں جیسے پروردن سے پرورش۔ آراستن سے آرائش۔

۲۔ کبھی خود امر حاضر کا صیغہ حاصل مصدر کے معنی دیتا ہے جیسے آرامیدن سے آرام۔

۳۔ کبھی ماضی مطلق کا صیغہ حاصل مصدر کے معنی دیتا ہے جیسے افتادن سے افتاد۔

۴۔ کبھی ماضی وامر دونوں ملکر حاصل مصدر کے معنی دیتے ہیں جیسے گفتگو۔ جستجو۔

۵۔ کبھی ماضی کے آخر آر یا ی بڑہا دیتے ہیں۔ جیسے گفتار۔ آمدنی۔

۶۔ کبھی اسم مفعول کی ہ کو حرف گاف سے بدلکر ی سے بدلتے ہیں جیسے افسردن سے افسردگی۔

۷۔ کبھی امر حاضر کے آخر میں اک لگاتے ہیں جیسے پوشاک۔

۸۔ کبھی امر حاضر کے آخر میں زیر دیکر ی لگاتے ہیں جیسے آگاہیدن سے آگاہی۔

۹۔ کبھی امر حاضر کے آخر میں الف اور لفظ ئی لگاتے ہیں۔ جیسے پذیرفتن سے پذیرائی۔

۱۰۔ کبھی امر حاضر کے آخر میں ہ آتی ہے جیسے اندیشیدن سے اندیشہ۔

۱۱۔ کبھی ایک اسم اور ایک امر حاضر ملکر حاصل مصدر بنتا ہے جیسے قدمبوس۔

۱۲۔ کبھی امر حاضر کے آخر میں الف لگتی ہے جیسے پوئیدن سے پویا۔

جدید مصدر فیوض **نحو فارسی** حصہ دوم

سبق (۱) ترکیب و مرکب

دو کلموں کو آپس میں ملانے کو ترکیب کہتے ہیں۔ اور مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ کلموں کو جوڑ کر بنایا جائے۔ اسکی دو قسمیں ہیں مفید یا کلام تام۔ غیر مفید یا کلام ناقص۔

مرکب مفید یا کلام تام وہ ہے کہ جب کہنے والا اپنی بات کہہ چکے تو سننے والے کو گذشتہ واقعہ

کی خبر یا کسی بات کی طلب معلوم ہو جیسے رفت زید۔ بکر نیک ست۔ آب بیار۔
مرکب غیر مفید یا کلام ناقص۔ وہ ہے کہ جب کہنے والا بات کہہ چکے تو سننے والے کو اس سے کوئی فائدہ خبر یا طلب کا حاصل نہو۔ جیسے غلام زید۔ مرد نیک۔
مرکب مفید یا کلام تام کو جملہ بھی کہتے ہیں اور جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ جملہ فعلیہ۔ جملہ اسمیہ۔
ف جملہ ہمیشہ دو اسم یا ایک اسم اور ایک فعل سے بنتا ہے خواہ لفظاً یا تقدیراً۔
نیز ہر ایک جملہ میں دو جز ضرور ہوتے ہیں ایک مسند۔ دوسرا مسندالیہ۔
مسند وہ ہے جسکو دوسرے کی طرف نسبت کریں اور اسکو محکوم بہ بھی کہتے ہیں۔
مسندالیہ وہ ہے جسکی طرف کسی اسم یا فعل کی نسبت کریں اور اسکو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں۔ اور اُن کے درمیان کے علاقہ کا نام نسبت حکمیہ اور اسناد ہے۔
اسم مسند و مسندالیہ دونوں ہو سکتا ہے اور فعل ہمیشہ مسند ہوتا ہے اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسندالیہ

سبق ۲۲ جملہ فعلیہ

جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے کہ فعل و فاعل ملکر بات پوری ہو۔ پس اگر فعل لازم ہے تو فعل صرف فاعل کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہو جائیگا۔ جیسے رفت زید۔ رفت فعل، زید فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو فعل فاعل اور مفعول کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوگا۔ جیسے زد زید عمر را۔ زد فعل۔ زید فاعل۔ عمرو مفعول۔ را علامت مفعول۔ فعل متعدی اپنے فاعل و مفعول کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

سبق (۲۳) جملہ خبریہ و انشائیہ

جملہ فعلیہ کی دو قسمیں ہیں۔ جملہ خبریہ۔ جملہ انشائیہ۔
جملہ فعلیہ میں اگر فعل ماضی یا مضارع ہو تو اُس کو جملہ فعلیہ خبریہ کہتے ہیں۔ اور اگر فعل امر نہی ہو تو اُس کو جملہ فعلیہ انشائیہ کہتے ہیں جیسے بیا۔ مبا کہ اسمیں فاعل ضمیر واحد حاضر محذوف ہے۔
ف فعل ناقص اپنے اسم و خبر کے ساتھ ملکر جملہ ہوتا ہے جیسے بود زید دانا۔ بود فعل ناقص زید اسم دانا خبر۔ بود اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔
ف گفتن کے مشتقات اپنے فاعل و مفعول و مقولہ کے ساتھ ملکر جملے ہوتے ہیں۔ جیسے

گفتمش در چشم بنشیں۔ گفتم فعل با فاعل شَ مفعول بہ۔ در چشم بنشیں جملہ فعلیہ مقولہ ہے گفتم کا۔ گفتم فعل با فاعل۔ مفعول اور مقولہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

ف کبھی جملہ مقولہ پر کاف بھی لاتے ہیں جیسے ع گفتم کہ گلے بچینم از باغ۔ اس کاف کو کاف سر جملہ یا کاف بیانیہ کہتے ہیں اور اس کاف کے بعد کا جملہ بیان ہے ایں محذوف کا۔ یعنی گفتم ایں کہ گلے بچینم از باغ۔ میں نے یہ بات کہی کہ باغ سے ایک پھول چنوں۔

سبق (۱۴) فعل محذوف

جملہ فعلیہ میں کسی قرینہ کیوجہ سے فعل حذف کیا جاتا ہے (۱) سوال کے جواب میں۔ جیسے کوئی کہے کہ آمد۔ کون آیا۔ اسکے جواب میں کہیں زید یعنی آمد زید۔ تو جواب میں آمد محذوف ہے صرف زید کہنا کافی ہوگیا۔ اور کبھی فعل و فاعل دونوں محذوف ہوتے ہیں جیسے کوئی کہے زید کرا زد (زید نے کسکو مارا) اُس کے جواب میں کہا جائے بکر را یعنی زد زید بکر را۔

ترکیب بکررا اسطرح ہے زد فعل زید فاعل (یہ دونوں جواب سے محذوف ہیں) بکر مفعول مذکور ہے۔ را علامت مفعول۔ فعل محذوف۔ فاعل محذوف اور مفعول مذکور کیساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۲) جس جگہ ب ابتدا کے معنی میں ہو جیسے ع بنام جہاندار جاں آفریں۔ میں ابتدا میکنم محذوف ہے (۳) جس جگہ ب قسم کے معنی میں ہو جیسے بخدائے کریم۔ یعنی قسم میخورم بخدائے کریم۔ یہ جملہ بغیر دوسرے جملہ کے تمام نہیں ہوتا۔ دوسرے جملہ کو جواب قسم کہتے ہیں ع بنام ایزد عجب ارزاں خریدم یعنی قسم میخورم بنام ایزد کہ عجب ارزاں خریدم یوسف را۔ یعنی میں خدا کے نام کی قسم کھاتی ہوں کہ میں نے یوسف کو سستا خریدا۔ قسم میخورم جملہ محذوف ہے۔ بنام ایزد متعلق ہے فعل محذوف کے

ترکیب خریدم۔ فعل با فاعل۔ یوسف مفعول محذوف۔ عجب ارزاں حال ہے مفعول محذوف کا فعل با فاعل مفعول محذوف کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب ہوا قسم کا۔ قسم جواب قسم کیساتھ ملکر جملہ قسمیہ ہوا

(۴) ندا و منادیٰ میں فعل محذوف ہوتا ہے۔ منادیٰ وہ ہے جسکو بلایا جائے۔ پکارا جائے۔ جیسے اے زید۔ یعنی میخوانم زید را میں زید کو بلاتا ہوں۔ اس مثال میں اے حرف ندا کا اور زید منادیٰ ندا و منادیٰ ملکر جملہ فعلیہ کے قائم مقام ہے کیونکہ اس میں فعل کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اور یہ جملہ بھی بغیر دوسرے جملہ کے تمام نہیں ہوتا۔ دوسرے جملہ کو جواب ندا کہتے ہیں جیسے اے کریم کرم کن۔ ترکیب اسطرح ہے اے حرف ندا۔ کریم منادیٰ۔ ندا و منادیٰ ملکر جملہ فعلیہ کے

قائم مقام ہوا۔ کُن فعل بافاعل۔ کرم مفعول۔ فعل بافاعل۔ مفعول کے ساتھ ملکر جواب ہوا ندا کا
نداو جواب ندا ملکر جملہ ندائیہ ہوا۔

کبھی حرف ندا بھی محذوف ہوتا ہے جیسے ع بیا جامی رہا کن شرمساری یعنی بیا اے جامی
اور کبھی منادی بھی محذوف ہوتا ہے جیسے ع اے بذات تو مزین مسند پیغمبری۔ یعنی اے آنکہ
بذات تو مسند پیغمبری مزین ست۔ اسمیں لفظ آں۔ منادیٰ محذوف ہے۔

(۵) جملہ دعائیہ میں بھی فعل محذوف ہوتا ہے جیسے چشم بد دور۔ یعنی چشم بد دُور باد۔ بری نظر دور
ہوجیو۔ چشم بد اسم ہے باد کا۔ اور بادؔ مخفف ہے بواد کا۔ بواد اصل میں بُوَد مضارع کا
صیغہ ہے فعل ناقص۔ جب اسمیں الف دعا کا آیا تو بواد ہوگیا۔ جو یہاں سے محذوف ہے۔
دُور اُسکی خبر ہے۔ باد فعل مضارع محذوف اسم وخبر کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

سبق ۵ جملہ اسمیہ

جملہ اسمیہ وہ ہے جو دو اسموں سے بنے۔ جس اسم سے جملہ کی ابتدا ہوتی ہے اسکو مبتدا کہتے ہیں
اور دوسرے اسم کو جو پہلے کی خبر دیتا ہے۔ خبر کہتے ہیں۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوتا ہے۔
اور اس جملہ میں ایک حرف ربط لفظوں میں یا معنی میں ہوتا ہے۔ اس حرف کو واسطہ کہتے ہیں
جیسے زید نیک ست وعمرو بد۔ زید نیک ہے اور عمرو بد۔ زید مبتدا۔ نیک خبر ہے کہ وہ زید کے
حال کی خبر دیتا ہے کہ وہ نیک ہے۔ است حرف ربط۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
اسیطرح عمرو مبتدا۔ بد خبر۔ استؔ حرف ربط محذوف ہے۔ لیکن معنی میں اس کا لحاظ ضروری ہے
اصل یوں ہے کہ عمرو بد ست۔ عمرو مبتدا۔ بدؔ خبر کے ساتھ ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فٓ جملہ اسمیہ کی اگر زیادہ وضاحت منظور ہے تو یوں سمجھو کہ اسمیں ایک شخص یا چیز کی اسطرح
خبر دیجاتی ہے کہ یہ شخص ایسا ہے۔ یا یہ چیز ایسی ہے تو شخص یا چیز کو تو مبتدا سمجھو اور ایسا یا ایسی
کی جگہ جو کلمہ ہو اُسکو خبر جانو۔

فٓ ایک پہچان جملہ اسمیہ کی یہ بھی ہے کہ مبتدا کے ساتھ لفظ "کیسا ہے" ملا دیں جو اسکا جواب
ہوگا وہ خبر ہوگی۔ اور خبر کے ساتھ لفظ "کون ہے" ملاؤ جو اس کا جواب ہوگا اُسکو مبتدا سمجھو
جیسے زید نیک ست۔ تو جب پوچھیں گے زید کیسا ہے جواب یہی ہوگا کہ نیک ہے تو معلوم ہوا کہ لفظ
نیک خبر ہے۔ اور جب پوچھیں گے کہ نیک کون ہے تو جواب ہوگا زید۔ تو زید مبتدا ہوا۔

ف مبتدا کو کسی قرینہ کی وجہ سے حذف بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے کوئی پوچھے رستم کیست، اور اس کے جواب میں کہا جائے پسر زال ست تو یہاں سے رستم محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں ہے رستم پسر زال ست۔ اور جیسے دزد۔ دزد یعنی این ست دزد این مبتدا محذوف۔ است حرف ربط۔ دزد خبر۔ ایسے ہی کبھی خبر بھی محذوف ہوتی ہے جیسے زید درخانہ ست یعنی زید درخانہ موجود ست۔ تو موجود خبر محذوف ہے۔

ف حرف نہ مبتدا ہوتا ہے نہ خبر۔ اور فعل خبر ہوتا ہے مبتدا نہیں ہوتا۔ اور اسم مبتدا بھی ہوتا ہے اور خبر بھی۔ اور جب جملہ خبر ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو اسم کیطرف پھرتی ہو جیسے زید پدرش نیک ست۔ اسکی ترکیب اسطرح ہے زید مبتدا اول۔ پدر مبتدا ثانی مضاف۔ ضمیر ش (جو پھرتی ہے زید کی طرف) مضاف الیہ۔ نیک خبر۔ است حرف ربط مبتدا ثانی خبر کے ساتھ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوا مبتدا اول زید کا۔ زید مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

سبق (۲۶) حرف ربط

حرف ربط چھ ہیں۔ ست۔ ند۔ ی۔ ید۔ م۔ یم۔ اور یہ اکثر خبر کے بعد آتے ہیں اور واحد و جمع ہونے میں خبر کے مطابق ہوتے ہیں جیسے زید جاہل ست یہ واحد کی مثال ہے اور مرداں عاقل اند۔ یہ جمع کی مثال ہے اور اگر خبر کے آخر میں الف یا ہ ہو تو حرف ربط سے پہلے الف زائد لگاتے ہیں جیسے کتاب بے بہاست ونقوش دیرینہ اند۔

صیغہ	مبتدا خبر یہ کلمہ کہ آخر ش ہائے مختفی نیست	مبتدا خبر کلمہ کہ آخر ش ہائے مختفی ہست	[illegible]	[illegible]
واحد غائب	خدا کریم ست	خدا بخشندہ است	است	ہے
جمع غائب	جواناں خرمند یعنی خرم اند	جواناں خستہ اند	اند	ہیں
واحد حاضر	تو سروری	تو پسندیدۂ	امی	ہے
جمع حاضر	شما سرورید	شما پسندیدہ اید	اید	ہو
واحد متکلم	من گنہگارم	من بندہ ام	ام	ہوں
جمع متکلم	ما گنہگاریم	ما بندہ ایم	ایم	ہیں

سبق (۲۷) جملہ خبریہ و انشائیہ

جملہ اسمیہ و فعلیہ میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں خبریہ۔ انشائیہ
جملہ خبریہ اُس جملہ کو کہتے ہیں جسکے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں پس جملہ خبریہ میں ایک واقعہ کا ہونا ضروری ہے جس کے سچے یا جھوٹے ہونے کا یقین کیا جا سکے۔ جیسے زید دانا ست
جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس سے کہنے والے کی محض ایک غرض معلوم ہوتی ہے جھوٹ سچ کو اسمیں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

جملہ انشائیہ کی نو قسمیں ہیں

اول امر جیسے بزن دوم نہی جیسے مزن سوم تمنی جیسے کاش عالم شدمے چہارم ندا جیسے اے کریم کرم کن پنجم قسم جیسے بخدا کہ روئت نہ بینم ششم تعجب جیسے چہ گویا ست ہفتم استفہام جیسے چہ میگئی ہشتم عرض یعنی کسی کام کا شوق دلانا جیسے پیش من چرا نمی آئی نہم عقود یعنی معاملات داد و ستد میں جو جملے مستعمل ہیں جیسے بائع کہے بہ تو فروختم مشتری کہے بہ تو خریدم۔

سبق (۲۸) اقسام جملہ بلحاظ ترکیب

ترکیب کے اعتبار سے جملہ کی کئی قسمیں ہیں۔
مستانفہ جو ابتدائے کلام میں واقع ہو جیسے علم خزینہ ایست مقفل **معترضہ** جو مبتدا و خبر یا فعل و فاعل کے درمیان واقع ہو اور اصل مضمون سے اُسکو کچھ تعلق نہو جیسے یار من چشم بد دور خوب ست" تو اسمیں چشم بد دور جملہ معترضہ ہے۔ **جملہ بیانیہ** جو پہلے کلام کی تفسیر کرتا ہے اس جملہ پر کاف بھی آتا ہے جسکو بیانیہ کہتے ہیں اور یہ جملہ جس اسم کا بیان ہوتا ہے اُسکو مبیّن کہتے ہیں۔ پس اگر یہ جملہ مبیّن کی ذات کا بیان ہو تو اُس مبتدا کا حذف کرنا اولی ہے جیسے ع کجا رفت یار یکہ جانِ من ست" یعنی کجا رفت یارے کہ او جانِ من ست۔ یہاں او مبتدا محذوف ہے۔
اور اگر مبیّن کے متعلق کا بیان ہو تو مبتدا کو حذف نہیں کرتے بلکہ اُس جملہ میں ایک ضمیر لاتے ہیں جو مبیّن کی طرف پھرتی ہے جیسے رفیق من سوار یست کہ اسپش کمیت ست

یہاں اسپش مبتدا ہے اور ضمیر شین کی سوار کی طرف پھرتی ہے اور اسمیں اسپ کا بیان ہے جو سوار کا متعلق ہے سوار کی ذات کا بیان نہیں ہے۔ یہ مثال جملہ بیانیہ اسمیہ کی ہے اور یہ جملہ فعلیہ بھی ہوتا ہے جیسے شنیدم کہ شاپور دم در کشید یعنی شنیدم اینکہ شاپور دم در کشید یہاں این محذوف مبین ہے اور "کہ شاپور دم در کشید" جملہ فعلیہ بیان ہے۔

قسمیہ جو قسم و جواب قسم سے بنتا ہے جیسے بنام ایزد عجب ارزاں خریدم

شرطیہ دو جملوں سے پورا ہوتا ہے پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں جیسے اگر رفتی جاں بسلامت بردی۔ یعنی اگر تو گیا جان سلامت لے گیا۔ ترکیب اسطرح ہے اگر حرف شرط۔ رفتی فعل با فاعل جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہوا۔ بُردی۔ فعل با فاعل۔ جان مفعول۔ بسلامت متعلق فعل۔ فعل با فاعل مفعول و متعلق کے ساتھ ملکر جزا ہوئی۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ کبھی شرط کی جزا محذوف بھی ہوتی ہے جیسے ہنر اگر با قضا یار ائے جنگ ست اسمیں جزا "بجنگ" محذوف ہے یعنی اگر تجکو حکم خدا کے ساتھ لڑائی کی طاقت ہے تو لڑ۔

ف جملہ شرطیہ میں حروف شرط میں سے ایک حرف ہوتا ہے۔ اگر۔ گر۔ ار۔ چوں۔ چو۔ انکے علاوہ وقتیکہ۔ روزیکہ۔ ہنگامیکہ جس جملہ میں آتے ہیں اُسمیں شرط کے معنی پائے جاتے ہیں یعنی وہ جملہ شرطیہ ہوگا۔

معللہ جو پہلے کلام کا سبب ہو جیسے از انجا و ابلیس آدم کہ خوہنۂ دزداں بود

معطوفہ جیسے زید آمد و خالد رفت۔

ندائیہ جو ندا و جواب ندا سے مرکب ہو جیسے اے کریم کرم کن۔

دعائیہ جیسے عمرت دراز باد

سبق (۹) مرکب اضافی

مرکب مفید یا کلام ناقص کی چار قسمیں ہیں۔ اضافی۔ توصیفی۔ امتزاجی۔ غیر امتزاجی

مرکب اضافی وہ ہے کہ جسمیں اضافت پائی جائے اور اضافت ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کی طرف نسبت کرنے کو کہتے ہیں اور فارسی میں اگر مضاف پہلے اور مضاف الیہ اسکے بعد آتا ہے اور اس قسم کی اضافت کو اضافت مستوی کہتے ہیں اور اس اضافت میں مضاف پر کسرہ ہوتا ہے جیسے غلام زید میں غلام کے میم کو کسرہ ہے۔ اور جس اضافت میں مضاف الیہ

مضاف پر مقدم ہوا سے اضافت مقلوب کہتے ہیں جیسے جہاں شاہ یعنی شاہِ جہاں معنی
دونوں کے ایک ہیں پیران پیر یعنی پیرِ پیراں۔ یہاں بھی دونوں کے ایک معنی ہیں۔
ف اضافت میں کسرہ حذف کرنا درست نہیں مگر صاحب اور سر کی اضافت میں کسرہ
نہ پڑھنا فصیح ہے جیسے صاحبدل۔ سرہوش کسرہ نہ پڑھنے کو فکِ اضافت کہتے ہیں۔
ف جس اسم کے آخر الف یا واؤ ہوتا ہے اُس میں اضافت کے وقت ایک یٰ بڑھا دیتے ہیں
جیسے دانائے روزگار۔ خوئے دوست
ف جس اسم کے آخر ہائے ہوز ہو تو اُس ہ کو ہمزہ سے بدل دیتے ہیں جیسے گوشۂ تنہائی خوشۂ انگور
کئی جگہ مضاف پر کسرہ نہ پڑھنا واجب ہے
ایک اضافت مقلوب میں۔ دوسرے جبکہ ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ ہو جیسے غلامت۔ غلامم
غلامش۔ یہاں مضاف کو فتحہ پڑھنا واجب ہے تیسرے جبکہ مضاف الیہ کے آخر اضافت
کی علامت را ہو جیسے غلام زید را۔ یعنی غلامِ زید۔ زید را مستم غلام یعنی غلامِ زید مستم۔
تو غلام ہستی زید را۔ یعنی تو غلامِ زید ہستی۔

سبق (۱۰) علاماتِ اضافتِ اُردو میں

اُردو میں علاماتِ اضافت نو ہیں۔ را۔ رے۔ ری۔ نا۔ نے۔ نی۔ کا۔ کے۔ کی
اور یہ علامتیں مضاف و مضاف الیہ کے اعتبار سے ہیں کیونکہ مضاف بھی تین طرح
کا ہوتا ہے اور مضاف الیہ بھی تین طرح کا۔
تین مضاف یہ ہیں واحد مذکر۔ جمع مذکر۔ مونث (واحد ہو یا جمع)
تین مضاف الیہ یہ ہیں۔ ضمیر مخاطب یا متکلم۔ تو۔ شما۔ من۔ ما۔ لفظ خود یا خویش۔
یا تائے فوقانی جو خود کے معنی میں ہو۔ کوئی اور لفظ جو ان دونوں کے علاوہ ہو۔
اور وہ ضمیر غائب (واحد یا جمع) یا کوئی اسم ظاہر ہو
پس جب تینوں مضاف کو تینوں مضاف الیہ کے ساتھ ملاؤ گے تو نو صورتیں بن جائینگی۔
جیسا کہ اس جدول سے ظاہر ہے۔

جدول صفحہ آئندہ پر ملاحظہ ہو

اقسام مضاف	اقسام مضاف الیہ	علامت اضافت	مثال
واحد مذکر غلام	من و تو	را	غلامِ من غلامِ تو میرا غلام تیرا غلام
جمع مذکر غلاماں	"	رے	غلامانِ من غلامانِ تو میرے غلام تیرے غلام
مونث کتاب	"	ری	کتابِ من کتابِ تو میری کتاب تیری کتاب
واحد مذکر غلام	خود۔ خویش	نا	غلامِ خود غلامِ خویش اپنا غلام
جمع مذکر غلاماں	"	نے	غلامانِ خود غلامانِ خویش اپنے غلام
مونث کتاب	"	نی	کتابِ خود کتابِ خویش اپنی کتاب
واحد مذکر غلام	ضمیر غائب۔ اسم ظاہر	کا	غلامِ او غلامِ زید اُس کا غلام زید کا غلام
جمع مذکر غلاماں	"	کے	غلامانِ او غلامانِ زید اُسکے غلام زید کے غلام
مونث کتاب	"	کی	کتابِ او کتابِ زید اُسکی کتاب زید کی کتاب

ف۔ جب ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ مضاف سے ملی ہوئی ہو بلکہ مضاف سے آگے پیچھے ہونا بھی جائز ہے اور یہ اُستادوں کے کلام میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے جیسے سعدی کے اس مصرع میں ع برانگیختم خاطر از شام و روم یعنی میرا دل شام و روم سے اُٹھایا۔ تو برانگیختم کا جو میم (ضمیر مجرور متصل) ہے وہ مضاف الیہ ہے خاطر کا۔ یعنی برانگیخت خاطرم از شام و روم۔

ف اگر کسی جگہ اضافت در اضافت ہو یعنی مضاف پر ایک مضاف اور ہو تو اُردو ترجمہ میں بھی حسب قاعدہ مذکورہ ایک علامت اضافت کی اور زیادہ ہو جائیگی جیسے اسپِ غلامِ زید زید کے غلام کا گھوڑا۔ اسپِ غلامِ من۔ میرے غلام کا گھوڑا۔ اسپِ غلامِ خود۔ اپنے غلام کا گھوڑا۔

سبق (۱۱) مضاف و مضاف الیہ کی پہچان

اُردو میں جو علامتیں اضافت کی بیان کیگئی ہیں اُن میں سے جس علامت کو کسی اسم کے ساتھ دیکھو اُسی کو مضاف الیہ سمجھو جیسے غلامِ زید۔ زید کا غلام۔ تو یہاں، کا۔ علامت اضافت زید کیساتھ ہے تو زید ہی مضاف الیہ ہوا۔ ایسے ہی غلامِ من میرا غلام۔ اسمیں میرا مضاف الیہ ہوا بسبب را علامت کے۔ اور غلامِ خود اپنا غلام۔ اسمیں اپنا مضاف الیہ ہے بسبب نا علامتِ اضافت کے۔ جب مضاف الیہ معلوم ہو جائے تو اُس پر لفظ کیا زیادہ کرو۔ جو اُسکا جواب آئے اُسے مضاف سمجھو جیسے کیا زید کا۔ تو اُس کا جواب غلام ہو گا تو معلوم ہوا کہ غلام مضاف ہے۔ ایسے ہی مالِ خود۔ اپنا مال۔ جب اُردو ترجمہ میں نا علامت اضافت اپنا کے ساتھ ہے تو معلوم ہوا کہ خود مضاف الیہ ہے تو اُس کے اُردو ترجمہ اپنا کے ساتھ لفظ کیا زیادہ کیا اور پوچھا کہ کیا اپنا۔ تو جواب یہی ہو گا کہ مال۔ پس مال مضاف ہوا۔

سبق (۱۲) اقسام اضافت

اضافت کی سات قسمیں ہیں۔ تخصیصی۔ تملیکی۔ توضیحی۔ بیانی۔ تشبیہی۔ ابنی۔ ظرفی۔

اضافت تخصیصی۔ یہ ہے کہ مضاف کو مضاف الیہ کے واسطے خاص کیا جائے جیسے یارِ من یعنی خاص میرا یار۔ اضافت تملیکی یہ ہے کہ مملوک کو مالک کی طرف مضاف کریں جیسے قصرِ شاہ۔ اسپِ امیر۔ اضافت توضیحی یہ ہے کہ مضاف کو مضاف الیہ واضح کردے جیسے شہرِ بریلی۔ دریائے گنگ۔ درختِ انار۔ اضافت بیانی یہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو جیسے میخِ آہن۔ ورقِ نقرہ۔ تختِ چوب۔ اس اضافت میں مضاف الیہ مضاف کی حقیقت اور مادہ ہوتا ہے یعنی اصل مضاف الیہ ہوتا ہے صرف اسکی موجودہ صورت مضاف سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسے آہن کی صورت میخ سے اور نقرہ کی صورت ورق سے اور چوب کی صورت تخت سے

ظاہر ہوئی۔ اضافت تشبیہی۔ تشبیہ کے معنی ہیں ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ چیز فلاں چیز جیسی ہے۔ جیسے یہ آنکھہ نرگس جیسی ہے۔ جسکو تشبیہ دیتے ہیں اُسکو مشبہ اور جس چیز سے تشبیہ دیتے ہیں اُسکو مشبہ بہ کہتے ہیں۔

پس اضافت تشبیہی ہیں مشبہ بہ کو مشبہ کیطرف مضاف کیا جاتا ہے جیسے نرگس چشم میں نرگس مشبہ بہ ہے اور چشم مشبہ۔ یعنی آنکھہ جو مانند نرگس کے ہے۔ ایسے ہی مار زلف یعنی زلف جو سانپ کے مانند ہے اور چاہ زنخ یعنی زنخ جو مانند چاہ کے ہے۔

اضافت ابنی یہ ہے کہ بیٹے کے نام کو باپ کے نام کی طرف مضاف کریں جیسے بوعلی سینا یعنی بوعلی بن سینا۔

اضافت ظرفی میں ظرف کو مظروف کی طرف مضاف کرتے ہیں۔ مظروف وہ ہے جو ظرف مکان یا زمان میں واقع ہو۔ ظرف مکان کی مثال جیسے آبِ دریا میں آب مظروف مضاف۔ دریا ظرف مکان۔ مضاف الیہ۔ ایسے ہی ساکن شہر۔ اسمیں ساکن مظروف مضاف۔ اور شہر ظرف مضاف الیہ ہے۔

ظرف زمان کی مثال جیسے سردی زمستاں۔ لفظ سردی مظروف مضاف ہے۔ اور زمستاں ظرف زمان مضاف الیہ ہے۔

ف اضافت سے یہ فائدہ ہے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہوتا ہے تو اضافت میں مضاف بھی معرفہ ہو جاتا ہے جیسے غلامِ زید تو اس صورت میں غلام معرفہ ہے۔ اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہوتا ہے تو اضافت سے مضاف میں خصوصیت آجاتی ہے جیسے غلامِ مرد۔ یعنی مرد کا غلام عورت کا نہیں۔

ف اگر مضاف و مضاف الیہ میں کچھہ تعلق و لگاؤ ہوتا ہے تو اُسکو اضافت حقیقی کہتے ہیں۔ جیسا کہ ان ساتوں اضافتوں میں کچھہ نہ کچھہ تعلق مضاف مضاف الیہ میں پایا جاتا ہے۔ جیسے اضافت تخصیصی میں خصوصیت کا تعلق اور اضافت تملیکی میں ملکیت کا تعلق اسیطرح ہر اضافت میں کچھہ نہ کچھہ تعلق ضرور رہتا ہے اور اس تعلق سے ہی اضافت کا نام رکھا گیا ہے۔ اور اگر مضاف۔ مضاف الیہ میں کوئی تعلق نہو تو اُس کو اضافت مجازی کہتے ہیں جیسے سر ہوش و پائے فکر۔ شاعر نے اپنے خیال میں ہوش و فکر کو ایک شخص سر اور پانوں والا قرار دیا ہے ورنہ حقیقت میں سر اور پانوں کو ہوش و فکر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

سبق (۱۳) مرکب وصفی

مرکب وصفی وہ ہے کہ اسمیں ایک اسم موصوف ہو اور دوسرا اسکی صفت ہو تو یوں سمجھو کہ موصوف و صفت سے ملکر مرکب وصفی بنتا ہے۔ موصوف وہ ہے جسکی بُرائی بھلائی بیان کیجائے اور صفت وہ ہے جو کسیکی برائی یا بھلائی بتائے۔ موصوف صفت کو مثل مضاف مضاف الیہ کے پڑھتے ہیں اور موصوف جب صفت سے مقدم آتا ہے تو اسکے آخر کسرہ لاتے ہیں اور اسکو صفت مستوی کہتے ہیں جیسے مردِ نیک۔ اور جب موصوف صفت سے بعد میں آئے تو کسرہ نہیں لاتے جیسے نیک مرد اور یہ صفت مقلوب کہلاتی ہے اور اگر کئی اسموں کو مضاف یا موصوف کرتے ہیں تو صرف آخری اسم پر کسرہ پڑھنا کافی ہے جیسے شتر و اسپ و پیلِ زید۔ یہ مرکب اضافی کی مثال ہے اور شتر و اسپ و پیلِ فربہ۔ یہ مرکب وصفی کی مثال ہے تو دونوں مثالوں میں صرف آخری اسم پیل پر کسرہ پڑھنا کافی ہے۔

صفت اپنی ذات کے اعتبار سے تین درجہ کی ہوتی ہے ادنیٰ جیسے شیریں (میٹھا) اوسط جیسے شیریں تر (بہت میٹھا) اعلیٰ جیسے شیریں ترین (سب سے میٹھا)

اور موصوف کے اعتبار سے صفت دو طرح کی ہوتی ہے ایک صفت بحال موصوف دوسری صفت بحال متعلق موصوف۔ صفت بحال موصوف وہ ہے جس سے خود موصوف کی بھلائی یا بُرائی معلوم ہو جیسے مردِ نیک اور صفت بحال متعلق موصوف وہ ہے جو موصوف کے متعلق چیز کی بھلائی برائی بیان کرے جیسے مردِ خوش لباس یعنی مرد اچھے لباس والا تو اسمیں لفظ خوش۔ مرد کی صفت نہیں ہے بلکہ لباس کی صفت ہے جو مرد سے تعلق رکھتا ہے اور ایسی صورت میں صفت مقلوب لاتے ہیں یعنی بجائے لباس خوش کے خوش لباس کہا گیا۔ اور زنِ خوب رو۔ عورت اچھی صورت والی۔ یہاں بھی بجائے روئے خوب کے خوبرو کہا گیا۔ کیونکہ یہاں لفظ خوب۔ زن کی صفت نہیں ہے بلکہ رو کی صفت ہے جو زن سے تعلق رکھتا ہے خوب سمجھلو

سبق (۱۴) صفت کا مفرد یا مرکب ہونا

واضح ہو کہ صفت کبھی مفرد آتی ہے جیسے مردِ دانا۔ پسرِ نیک اور کبھی مرکب آتی ہے اور مرکب کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ صفت مرکب اضافی ہو جیسے مردِ دانائے زماں۔

مرد موصوف دانا مضاف زمان مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ہوئے مرد موصوف کی۔ دوسرے یہ کہ صفت مرکب وصفی اُلٹا ہوا ہو یعنی صفت مقلوب کی صورت ہو جیسے یار خوش خو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

تیسرے یہ کہ صفت۔ الٹا ہوا جملہ اسمیہ بیانیہ ہو اور وہ اسطرح کہ کاف بیانیہ جملہ اور ضمیر اور لفظ است یہ تینوں کلمے حذف کر کے مبتدا و خبر کو مقلوب کریں یعنی خبر کو مقدم اور مبتدا کو موخر کریں جیسے .... شہید تبسم دیت عشوہ خوں بہا

تبسم دیت جملہ اسمیہ بیانیہ اُلٹا ہوا ہے جو صفت ہے شہید کی۔ اصل اسکی یہ ہے شہید یکہ دیت او تبسم ست و خوں بہائے او عشوہ است۔ جب کاف بیانیہ سر جملہ۔ ضمیر او۔ لفظ است کو حذف کر کے مبتدا و خبر کو الٹ دیا شہید تبسم دیت عشوہ خوں بہا ہو گیا۔

ف جو الفاظ صفت واقع ہو سکتے ہیں یہ ہیں اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ یا دو اسم۔ یا ایک اسم اور ایک صفت۔ یا اسم اور فعل یا اسم و حرف۔ یا فعل و حرف جیسے مرد نویسندہ بخت برگشتہ دختر نیک رو۔ یار خوش خو۔ کوہ آتش فشاں۔ پسر کم عقل۔ مرد دانا۔

ف کبھی اسم جنس بھی صفت واقع ہوتا ہے اور وہاں زیادہ تر تشبیہ کے معنی ہوتے ہیں۔ جیسے لب لعل۔ لب موصوف اور لعل ایک جنس کا نام ہے جواہر میں سے اس کے معنی ہیں لب کہ مانند لعل کے سرخ و شفاف ہے حقیقت میں لب موصوف و مشبہ ہے اور لعل صفت و مشبہ بہ ہے یعنی جنس کے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے۔

ف مرکب وصفی کی پہچان یہ ہے کہ اگر موصوف واحد مذکر ہو تو لفظ کیسا اور اگر جمع مذکر ہو تو کیسے اور اگر مونث ہو تو لفظ کیسی۔ موصوف کے ساتھ ملاؤ صفت اُس کا جواب ہوگا جیسے مرد دانا۔ جب کہو گے کیسا مرد۔ اُس کا جواب دانا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ مرکب وصفی ہے

سبق (۱۵) مرکب امتزاجی

مرکب امتزاجی وہ ہے جسمیں دو کلمے ملکر ایک ہو جائیں جدا جدا معلوم نہوں جیسے یازدہ۔ یا اُس کا دوسرا جزو علیحدہ معنی مستقل نہ رکھتا ہو اور اُسکی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ مرکبات جو فعل و حرف سے مرکب ہوتے ہیں جیسے دانا و دانش کہ فعل امر اور حرف سے مرکب ہیں

۲۔ وہ مرکبات جو حرف اور اسم سے مرکب ہوتے ہیں اور یہ کئی معنوں کا فائدہ دیتے ہیں۔

اولؔ فاعلیت جیسے آہنگر دوئم نسبت جیسے زرّیں سوم لیاقت جیسے دادنی۔ زدنی چہارم تشبیہ جیسے آسمان۔ پنجم محافظت جیسے ساربان ششم صاحب جیسے خردمند ہفتم مشارکت جیسے ہمراہ۔ ہشتم تصغیر جیسے طفلک۔ نہم اتصال جیسے خوفناک دہم ظرفیت جیسے نمکسار

سبق (۱۶) مرکب غیر امتزاجی

مرکب غیر امتزاجی وہ ہے کہ اُسکے کلمے جدا جدا معلوم اور بامعنی ہوں اور اسکی کئی قسمیں ہیں
۱ وہ مرکب جسکے الفاظ کی ترکیب سے رنگ کے معنی ظاہر ہوتے ہوں جیسے سبز رنگ۔ گلگوں۔ لالہ فام
۲ مرکب تمیزی جسمیں ایک اسم جامد دوسرے اسم جامد کی پوشیدگی دور کردے جیسے یک من شہد دوچہ دوغ ۳ وہ مرکب جو اشارہ و مشار الیہ سے ترکیب پائے جیسے این کتاب۔ آں قلم
۴ جو دو اسم جامد کے مکرر لانے سے حاصل ہو اور فائدہ کثرت کا دے جیسے صحرا صحرا چمن چمن
۵ ترکیب عطفی جو معطوف معطوف علیہ سے مرکب ہو جیسے زید و عمرو اور اسمیں ترکیب تعدادی بھی داخل ہے۔ جیسے بست و یک ۶ ترکیب اتصالی جسمیں دو اسم متجانس بواسطہ حرف اتصال ملکر ایک کلمہ ہو جائیں جیسے لبالب۔ تازہ بتازہ ۷ ترکیب تشبیہی جیسے سرو قامت۔
۸ ترکیب علمی جیسے شمس الدین ۹ اسم جامد اور امر کی ترکیب جیسے روح افزا۔ دلپذیر۔

سبق (۱۷) بدل و مبدل منہ

جب جملہ میں ایسے دو اسم ایک جگہ واقع ہوں کہ جن کا تعلق حقیقۃً تو ایک ہی ذات سے ہو لیکن متکلم کا مقصود ان دونوں میں صرف ایک ہی اسم ہو تو جو مقصود ہوگا اُسکو بدل کہینگے اور دوسرے کو مبدل منہ۔ بدل کی چار قسمیں ہیں۔

۱ بدل الکل ۲ بدل البعض ۳ بدل الاشتمال ۴ بدل الغلط

۱ بدل الکل۔ وہ بدل ہے کہ اُس کا اور مبدل منہ کا ایک مطلب ہو جیسے آمد زید برادر تو۔ اسمیں زید مبدل منہ ہے اور برادر تو بدل۔ بدل مبدل منہ ملکر فاعل ہوا آمد کا۔ اور جیسے شاہ عباس میں شاہ مبدل منہ اور عباس بدل ہے۔

بدل البعض۔ وہ بدل ہے جو اپنے مبدل منہ کا ایک حصہ ہو جیسے زید پائش شکست میں پائش بدل البعض ہے۔

بدل الاشتمال۔ وہ بدل ہے کہ اُس کا مبدل منہ سے کچھ لگاؤ ہو جیسے زید پارچہ اش پاریدہ است۔ اسمیں پارچہ اش بدل الاشتمال ہے۔
بدل الغلط وہ بدل ہے کہ غلطی کے بعد بولا جائے جیسے عم شہید سیروم نے نے بشیراز

سبق (۱۸) مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ

مستثنیٰ مشتق ہے استثنار سے۔ اور استثنار کے معنی ہیں ایک چیز کا کئی چیزوں سے الگ کرنا جو چیز الگ کیگئی ہو اُس کو مستثنیٰ کہتے ہیں اور جس سے مستثنیٰ کو الگ کرتے ہیں اُسے مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔ مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ملکر ایک کلمہ کا حکم رکھتے ہیں جیسے آمد ہمہ دوستاں مگر زید یعنی سب دوست آئے مگر زید نہیں آیا اور زدم ہمہ دشمناں را مگر زید را۔ میں نے سب دشمنوں کو مارا مگر زید کو۔ یعنی زید کو نہیں مارا۔ پہلی مثال میں زید سب دوستوں سے الگ ہو گیا کہ سب دوست آئے مگر زید نہیں آیا۔ اور دوسری مثال میں زید سب دشمنوں سے الگ ہو گیا کہ سب کو مارا مگر زید کو نہیں مارا۔
پہلی مثال کی ترکیب۔ آمد فعل۔ مگر حرف استثنار۔ زید مستثنیٰ۔ ہمہ دوستاں مستثنیٰ منہ پس مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ملکر فاعل ہوا آمد کا۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔
دوسری مثال کی ترکیب زدم فعل با فاعل مگر حرف استثنار۔ زید مستثنیٰ۔ ہمہ دشمناں مستثنیٰ منہ۔ پس مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ ملکر مفعول ہوا زدم کا۔ فعل با فاعل مفعول کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔ اور جیسے آمد قوم جز زید۔ یہاں قوم مستثنیٰ منہ اور زید مستثنیٰ ہے۔
اور کبھی مستثنیٰ منہ محذوف بھی ہوتا ہے جیسے نیامد بمن جز زید۔ یعنی نیامد کسے بمن جز زید نہ آیا کوئی میرے پاس سوائے زید کے۔ اسمیں زید مستثنیٰ اور کسے مستثنیٰ منہ محذوف ہے اور جیسے نزدم جز زید یعنی نزدم کسے را جز زید۔ نہ مارا میں نے کسیکو سوائے زید کے اسمیں کسے را مستثنیٰ منہ محذوف ہے اور زید مستثنیٰ ہے۔

سبق (۱۹) جار مجرور

جار عربی میں وہ حروف ہیں کہ جو اسم کو جر (زیر) دیتے ہیں۔ جر کہتے ہیں زیر کو۔ اور جار کے معنی زیر دینے والا۔ اور جس اسم کو زیر دیتے ہیں اُسے مجرور کہتے ہیں۔ ان حرفوں کے فارسی ترجمہ

کو بھی جار کہتے ہیں وہ حرف فارسی یہ ہیں برائے - بہر - بے بمعنی برائے (ان تینوں حرفوں پر لفظ از بھی زائد آتا ہے جیسے ازبرائے خدا - ازبہرِ من) جز - اس پر کبھی بائے موحدہ بھی زائد آتی ہے جیسے بجز تو - چو و چوں جو تشبیہ کے معنی میں ہوں - بائے موحدہ - در، اندر - بر - تا - با - را (وہ را جو برائے کے معنی میں آئے) اور جار مجرور جو فعل یا شبہ فعل سے تعلق رہتے ہیں (شبہ فعل - اسم فاعل - اسم مفعول اور صفت ہیں) جیسے آمدم برائے تو۔

ترکیب یہ ہے آمدم فعل بافاعل - برائے جار تو مجرور - جار مجرور متعلق آمدم کے - فعل بافاعل متعلق کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا - ایسے ہی ندیدم جز تو - کارے دارم بتو - رفتم در بازار نشستم برتخت - رفتم از دہلی تا بریلی - خدا را برمنِ مسکیں بخشا یعنی برائے خدا۔

ترکیب اسطرح ہے - بخشا فعل بافاعل را جار - لفظ خدا مجرور - بر جار - من موصوف مسکین صفت - موصوف صفت ملکر مجرور ہوئے جار کے - جار مجرور متعلق ہوئے فعل کے - فعل بافعل - مفعول و متعلق کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

زید نویسندہ است بقلم - زید مبتدا نویسندہ اسم فاعل - است علامت جملہ اسمیہ - بائے موحدہ جار - قلم مجرور - جار مجرور متعلق نویسندہ کے (یہ شبہ فعل ہے) شبہ فعل اپنے متعلق سے ملکر خبر - مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ف جار مجرور ملکر حرف کا حکم رکھتے ہیں - فاعل - مفعول - مضاف الیہ - مبتدا خبر نہیں ہو سکتے

ف جس عبارت میں جار مجرور ہوں اور فعل یا شبہ فعل لفظوں میں موجود نہوں تو وہاں فعل یا شبہ فعل کو پیدا کرتے ہیں جیسے بنامِ جہاندارِ جاں آفریں - اسمیں بنام جار مجرور ہے لیکن فعل یا شبہ فعل نہیں جس سے یہ متعلق ہوں - اس لئے یہاں ابتدا میکنم پیدا کر کے جار مجرور کو اُس کے متعلق مانتے ہیں - ایسے ہی زید درخانہ است - یہاں لفظ حاضر کہ اسم فاعل عربی کا ہے پیدا کرتے ہیں اسکی اصل یوں ہے زید درخانہ حاضر ست۔

ترکیب اسطرح ہے زید مبتدا در جار خانہ مجرور است علامت جملہ اسمیہ - جار مجرور متعلق حاضر کے ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی - مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ف کبھی چو - اور چوں (بمعنی مثل) بھی مضاف ہوتے ہیں اور ترکیب میں مثل اسم کے مبتدا خبر - فاعل مفعول ہوتے ہیں - جیسے زید چوں شیر ست یعنی زید مانند شیر ست۔

ترکیب زید مبتدا - چوں بمعنی مانند مضاف - شیر مضاف الیہ - مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہوئی

سبق (۲۰) معطوف و معطوف علیہ

عطف کے معنی ہیں پھیرنا۔ پس جس جملہ میں ایک کلمہ دوسرے کلمہ کیطرف پھیرا جائے وہ جملہ معطوفہ کہلاتا ہے اور حرف عطف واؤ ہے۔ پس جو کلمہ حرف عطف سے پہلے واقع ہو وہ معطوف علیہ اور جو بعد میں ہو وہ معطوف ہے جیسے آمد زید و بکر۔ آمد فعل۔ زید معطوف علیہ وحرف عطف بکر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر فاعل ہوا آمد کا۔ یہ کلمہ کا کلمہ پر عطف ہونے کی مثال ہے کلام پر کلام عطف ہونے کی مثال یہ ہے۔ آنکہ ذاتش کریم ست ولطفش عمیم خداوند ماست ترکیب اسطرح ہے آنکہ اسم موصول ذاتش کریم جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ۔ لطفش عمیم جملہ اسمیہ ہوکر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر صلہ ہوا۔ موصول صلہ ملکر مبتدا۔ خداوند ماست اسکی خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ف لفظ ہم۔ نیز یا نون نفی بھی حرف عطف ہیں۔ جیسے آمد زید عمرو نیز۔ رفت بکر زید ہم۔ آمد زید یا عمرو۔ نہ زید آمد نہ عمرو۔

سبق (۲۱) عدد و معدود

عدد گنتی کو کہتے ہیں اور جس چیز کو گنتے ہیں اُسے معدود کہتے ہیں جیسے صد روپیہ۔ صد عدد ہے اور روپیہ معدود ہے۔ عدد معدود ملکر ایک کلمہ کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسے ہزار روپیہ میخواہم۔ ہزار روپیہ عدد معدود ملکر مفعول ہے۔ میخواہم فعل با فاعل۔ ف اعداد کے مرتبے یہ ہیں۔

ایک سے نو تک آحاد (اکائیاں) دس سے ننانوے تک عشرات (دہائیاں) سو سے نو سو تک مآت (سیکڑے) ایک ہزار سے نو ہزار تک الوف (ہزاروں) اور دس ہزار سے ننانوے ہزار تک عشرات الوف۔ اور اُس کے بعد لک لکوک و عشرات لکوک۔

سبق (۲۲) تمیز

تمیز وہ ہے جو عدد معدود کی پوشیدگی دور کردے وزن یا پیمانہ سے جیسے دہ من شکر خریدم بست گز پارچہ فروختم۔ ان مثالوں میں شکر و پارچہ تمیز ہے۔ ترکیب اسطرح ہے دہ عدد من معدود۔ عدد معدود ملکر ممیز۔ شکر تمیز۔ ممیز تمیز ملکر مفعول۔ ایسے ہی بست عدد۔ گز معدود

عدد بمعدود ملکر ممیز۔ پارچہ تمیز۔ ممیز تمیز ملکر مفعول۔

سبق (۲۳) حلّ ترکیب

ترکیب کہنے کیوقت اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ فعلیہ ہے یا اسمیہ۔ اگر جملہ فعلیہ ہو تو دیکھنا چاہیے کہ فعل لازم ہے یا متعدی۔ اگر لازم ہو تو اُس کا فاعل تلاش کریں اور متعدی ہو تو فاعل و مفعول دونوں تلاش کریں اور اُس کے ہر ایک جزو کو جدا جدا کہیں کہ یہ فعل ہے اور یہ اُس کا فاعل ہے اور یہ مفعول ہے۔ اور متعلقات میں سے جو جملہ میں موجود ہو اُس کو بھی بیان کرو کہ یہ متعلق ہے یا مفعول لہٗ یا مفعول معہ وغیرہ ہے پھر سب کو ملاکر جملہ فعلیہ کہو۔

اور اگر یہ معلوم ہو کہ یہ جملہ اسمیہ ہے تو اُس کے اجزا کو علیحدہ علیحدہ کہو کہ یہ مبتدا ہے اور یہ خبر ہے اور جو متعلقات میں ہو اُس کا نام بھی لو اور سب کو ملاکر جملہ اسمیہ کہو۔

اور جس جملہ کے شروع پر کاف بیانیہ ہو اُس کو سمجھو کہ صلہ ہے یا وصف ہے یا محض بیان ہے اور پھر موصول یا موصوف یا مبین کو تلاش کرنا چاہیے۔ اسیطرح سب اجزا معلوم ہو جائیں تو سب کو ملاکر ترکیب کہنا چاہیے۔

اب چند جملوں کی ترکیب لکھتے ہیں ان کو خوب سمجھلو۔

(۱) مضاف مضاف الیہ۔ جملہ اسمیہ سے

ترک احسانِ خواجہ اولیٰ تر کاحتمالِ جفائے بوابان

ترکیب ترک مضاف۔ احسان مضاف الیہ مضاف۔ خواجہ مضاف الیہ۔ یہ دونوں مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوئے ترک مضاف کے۔ ترک مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا۔ اولیٰ تر اسم تفضیل۔ کہ بمعنی از جار۔ احتمال مضاف۔ جفائے مضاف الیہ مضاف۔ بوابان مضاف الیہ۔ یہ دونوں مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوئے احتمال مضاف کے۔ احتمال مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اولیٰ تر کے۔ اولیٰ تر اپنے متعلق سے ملکر خبر۔ است علامت جملہ اسمیہ کی یہاں سے محذوف ہے۔ پس مبتدا و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) مضاف مضاف الیہ جملہ فعلیہ

۶ سوزِ جگر گدازِ من از حد گذشت

ترکیب:۔ گذشت۔ فعل۔ سوز موصوف۔ جگر گداز صفت۔ موصوف صفت ملکر مضاف۔ دل من ترکیب اضافی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ ز جار حد مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے فعل گذشت کے۔ پس فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۳) موصوف صفت جملہ اسمیہ

در بیاباں فقیر سوختہ را شلغم پختہ بہ کہ نقرۂ خام

ترکیب شلغم موصوف۔ پختہ صفت۔ موصوف صفت ملکر مبتدا۔ بہ خبر کہ جار نقرہ موصوف خام صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور ہوئے۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے خبر بہ کے۔ است علامت جملہ اسمیہ کی یہاں سے محذوف ہے۔

ایسے ہی پہلے مصرع میں در بیاباں جار مجرور۔ فقیر سوختہ موصوف ملکر مجرور۔ را۔ جار جار مجرور ملکر متعلق ہوئے بہ خبر کے۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۴) موصوف صفت جملہ فعلیہ ۶

بگردن فتد سرکش تندخو

ترکیب:۔ فتد فعل مضارع۔ سرکش موصوف تندخو یعنی خوئے تند۔ خو موصوف۔ تند صفت۔ موصوف صفت ملکر صفت سرکش کی۔ موصوف صفت ملکر فاعل ہوا فتد کا۔ ب جار گردن مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے فتد کے۔ پس فتد اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۵) موصول صلہ جملہ اسمیہ۔ ۶

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

ترکیب ہر چہ اسم موصول۔ میرسد فعل اسمیں ضمیر پھرتی ہے موصول کیطرف۔ وہ اسکا فاعل۔ از دوست جار مجرور ملکر متعلق میرسد کے۔ پس فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول صلہ ملکر مبتدا۔ نیکو خبر۔ است علامت جملہ اسمیہ کی۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۶) موصول صلہ جملہ فعلیہ ۶

ہر آنچہ کہ می بایدت پیش گیر

ترکیب:۔ ہر آنچہ اسم موصول۔ کاف صلہ کا۔ میباید فعل۔ اسمیں ضمیر پوشیدہ ہی جو پھرتی ہے

موصول کی طرف۔ وہ اس کا فاعل۔ تَ مجرور۔ برائے حرف جار محذوف۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے فعل کے۔ فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر صلہ ہوا۔ موصول[یعنی برائے تو ۱۲] وصلہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل مرکب پیش گیر کا۔ پیش گیر فعل با فاعل اپنے مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۷) معطوف علیہ معطوف۔ جملہ اسمیہ

بگفتا کہ ایں ست تاج وکلاہ

ترکیب ایں مبتدا۔ تاج معطوف علیہ وَ حرف عطف۔ کلاہ معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر خبر۔ است علامت جملہ اسمیہ کی۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ہوا فعل بگفتا کا۔ اس میں ضمیر او پوشیدہ ہے وہ اُس کا فاعل۔

(۸) معطوف علیہ معطوف۔ جملہ فعلیہ۔

خرابی و بدنامی آید زجور

ترکیب آید فعل۔ خرابی معطوف علیہ۔ واؤ حرف عطف۔ بدنامی معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر فاعل ہوئے آید کے۔ ز جار۔ جور مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوئے آید کے

(۹) عدد معدود جملہ اسمیہ۔

دو کس موجود اند

ترکیب دو عدد۔ کس معدود۔ عدد معدود ملکر مبتدا۔ موجود خبر۔ اند حرف رابطہ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰) عدد معدود جملہ فعلیہ۔

صد درہم نزدم فراہم آمد

ترکیب فراہم آمد فعل۔ صد عدد۔ درہم معدود۔ عدد معدود ملکر فاعل۔ نزد مضاف م مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا

(۱۱) مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ جملہ اسمیہ

ہمہ مردمان قریہ جز زید مجتمع اند

ترکیب مردمان قریہ مرکب اضافی موکد۔ ہمہ تاکید۔ موکد اور تاکید ملکر مستثنیٰ منہ جز کلمہ استثناء زید مستثنیٰ۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ ملکر مبتدا۔ مجتمع خبر۔ اند حرف ربط مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲) مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ۔ جملہ فعلیہ

بضاعت نیاوردم الا امید

ترکیب۔ نیاوردم فعل با فاعل۔ بضاعت۔ مستثنیٰ منہ۔ الّا حرف استثناء۔ امید مستثنیٰ۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ ملکر مفعول بہ ہوا۔ فعل با فاعل اپنے مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۱۳) ممیز تمیز۔ جملہ اسمیہ

دو پیمانہ شہد موجود است

ترکیب۔ دو پیمانہ عدد معدود ملکر ممیز۔ شہد تمیز۔ ممیز تمیز ملکر مبتدا۔ موجود خبر است علامت جملہ اسمیہ کی۔

(۱۴) ممیز تمیز جملہ فعلیہ

پنج مثقال عنبر بیار

ترکیب بیار۔ فعل با فاعل۔ پنج عدد۔ مثقال معدود۔ عدد معدود ملکر ممیز عنبر تمیز۔ ممیز تمیز ملکر مفعول بہ ہوئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۵) مبیّن بیان جملہ اسمیہ

رسم است کہ مالکانِ تحریر آزاد کنند بندۂ پیر

اس عبارت کی اصل یہ ہے کہ این رسم مقرر ست کہ مالکان تحریر بندۂ پیر را آزاد کنند

ترکیب این اسم اشارہ۔ رسم مشار الیہ ملکر مبیّن کاف بیانیہ۔ آزاد کنند فعل مرکب مالکانِ تحریر مرکب اضافی فاعل۔ اور بندۂ پیر مرکب توصیفی مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بیان ہوا مبین بیان ملکر مبتدا۔ مقرر خبر۔ است علامت جملہ اسمیہ کی۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۶) مبیّن بیان جملہ فعلیہ۔

شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود

اصل اسکی یہ ہے۔ شنیدم این سخن کہ لقمان سیہ فام بود۔

ترکیب شنیدم فعل با فاعل۔ این اشارہ۔ سخن مشار الیہ ملکر مبین۔ کاف بیانیہ بود فعل ناقص۔ لقمان اُس کا اسم۔ سیہ فام خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر

جملہ ہو کر بیان ہوا - بیان و مبین ملکر مفعول بہ ہوا - فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا -

(۱۷) اشارہ - مشار الیہ جملہ اسمیہ

ایں کتاب چہ خوش ست

ترکیب - ایں اشارہ کتاب مشار الیہ ملکر مبتدا - چہ خوش خبر - است علامت جملہ اسمیہ سب ملکر جملہ اسمیہ ہوا -

(۱۸) اشارہ مشار الیہ - جملہ فعلیہ -

دیروز ایں کتاب آمدہ است

ترکیب آمدہ است فعل - ایں اشارہ - کتاب مشار الیہ ملکر فاعل - دیروز مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا -

(۱۹) بدل مبدل منہ جملہ اسمیہ -

بکر برادر خالد موجود ست

ترکیب بکر مبدل منہ - برادر خالد مرکب اضافی بدل - بدل مبدل منہ ملکر مبتدا موجود خبر - مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا -

(۲۰) بدل مبدل منہ - جملہ فعلیہ

زید برادر عمرو آمد

ترکیب آمد فعل - زید مبدل منہ - برادر عمر مرکب اضافی بدل - بدل مبدل منہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا -

اسی طرح مشبہ - مشبہ بہ کے ساتھ اور مفسَّر (بفتح سین) مفسِّر (بکسر سین) کے ساتھ اور مؤکد تاکید کے ساتھ اور ذو الحال حال کے ساتھ ہوتا ہے -

مشبہ - مشبہ بہ کے مفعول ہونے کی مثال ع دیدم نظر راصورتے چوں پری

مفسَّر - مفسِّر کے مبتدا ہونے کی مثال آں شہر یعنی دہلی نزدیک ست -

حال ذو الحال کے فاعل ہونے کی مثال - زید خنداں آمد -

مؤکد تاکید کے خبر ہونے کی مثال زید عالم ست عالم - ترکیب ظاہر ہے - اسی طرح ہر ایک قاعدہ کی اور مثالیں بھی بن سکتی ہیں - طالبعلم کو چاہئے کہ اپنی طبیعت سے مثالیں بنائے - واللہ الموفق

حروف فارسی

حروف کی دو قسمیں ہیں۔ حروف تہجی۔ حروف معنوی

حروف تہجی ترکیب کلمات کے واسطے موضوع ہیں۔ اور وہ فارسی میں ۳۲ بتیس ہیں۔ انہیں سے ۸ آٹھ خاص عربی کے ہیں۔ اور ۴ چار خاص فارسی کے ہیں۔ باقی ۲۰ بیس دونوں زبانوں میں مشترک ہیں

حروف معنوی وہ ہیں جو فعل یا اسم سے ملکر کسی معنی کا فائدہ دیں ان میں سے بعض مفرد ہیں۔ بعض مرکب۔ مفرد ۱۱ گیارہ ہیں ا ب ت چ ش ک م ن و ہا۔ یائے معروف و مجہول

الف

تعداد	معنی	موقع	مثال
۱	برائے ندا	آخر اسماء	خدایا۔ پادشاہا۔ بمعنی اے خدا۔ اے پادشاہ
۲	برائے دعا	در مضارع ما قبل حرف آخر	کناد۔ رساد۔ بواد۔ انکی نفی میم کیساتھ۔ مکناد مرساد مباد
۳	بمعنی فاعل	آخر صیغہ امر حاضر معروف	دانا۔ بینا۔ شکیبا۔ بمعنی دانندہ۔ بینندہ۔ شکیبندہ
۴	بمعنی واو عطف	درو و کلمہ مرادف	تگاپو یعنی تگ وپو۔ تگادو یعنی تگ و دو۔ بمعنی دوڑ دھوپ
۵	برائے کثرت	در آخر صفت	خوشا بمعنی بسیار خوش و بدا بمعنی بسیار بد۔
۶	زائد	آخر ماضی مطلق	گفتا بمعنی گفت۔ رفتا بمعنی رفت۔
	″	آخر صیغہ دعا	بادا بمعنی باد۔ شنوادا بمعنی شنواد۔
	″	اول اسماء	اِسکندر بکسر۔ اَسمند بفتح۔ اُشتلم بضم۔ یعنی سکندر سمند۔ شتلم۔ اس الف کو مابعد کی حرکت دیتے ہیں۔
۷	برائے درازی آواز	آخر اسماء	دردا۔ دریغا۔ حسرتا۔
۸	برائے اتصال یعنی ندبیہ	درو و کلمہ مکرر	دوشا دوش۔ لبالب۔ یعنی دوش پیوستہ بدوش و لب پیوستہ بلب۔

ب

۱	بمعنی مع	اول اسماء	بیاکہ دل بعجب لذتے ہم آغوش ست یعنی مع عجب
۲	بمعنی در	"	افتم بپائے تو کہ ببخشی خطائے من یعنی در پائے تو
۳	بمعنی بر	"	جانم بلب رسید بجاناں خبر کنید یعنی بر لب رسید
۴	بمعنی برائے	"	بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند یعنی برائے طواف کعبہ
۵	بمعنی از	"	جمالِ دوست بدیدن نمیشود آخر یعنی از دیدن
۶	بمعنی را	"	کم ست آنچہ بمن دادی ـ یعنی مرا دادی
۷	بمعنی سبب	"	بجرم عشق توام میکشند غوغائیست یعنی بسبب جرم عشق تو
۸	بمعنی مدد	"	تازہ می سازم بناخن بازداغ خویش را یعنی بمدد ناخن
۹	بمعنی موافق	"	رعیت درخت ست چوں پروری بکام دل دوستاں برخوری یعنی موافق مقصد دوستاں ـ
۱۰	بمعنی نزدیک	"	یارب تو مرا بیار دمساز رساں ـ یعنی نزدیک یار دمساز
۱۱	بمعنی وسیلہ	"	عصیانِ مراد و نصف کن درعرصات ـ نصفے بحسن بخش و نصفے بحسین ـ یعنی بوسیلہ وطفیل حسن رضہ و حسین رضہ ـ
۱۲	بمعنی قسم	"	بخدائے کریم عز وجل یعنی قسم میخورم بخدائے عز وجل
۱۳	برائے ابتدا	"	بنام جہاندار جاں آفریں یعنی ابتدا میکنم بنام جہاندار
۱۴	برائے مقابلہ ومعاوضہ	"	بدیں اے فرومایہ دنیا مخر ـ یعنی بعوض دیں ـ
۱۵	برائے پیوستگی	درمیانِ دو کلمہ مکرر	دمبدم ـ ساعت بساعت ـ یعنی دم پیوستہ بدم
۱۶	بمعنی برابر و مانند	اول اسماء	بصورتِ توبتے کم آفرید خدا یعنی مانند صورتِ تو
۱۷	بمعنی لائق	"	صنما بکمونِ کہ درد بدرماں نماندہ است ـ یعنی لائق درماں
۱۸	بمعنی رُخ	"	بگردن فتد سرکشِ تندخو ـ یعنی برخ گردن ـ گردن کے بل
۱۹	بمعنی طرف	"	من رو بقبلہ دارم تو رو بدیر داری ـ یعنی بطرف قبلہ
۲۰	زائد	بر اسم	آں قطرہ ام کہ چرخ بدور افگند مرا ـ یعنی دور افگند مرا ـ
۲۱	"	بر افعال	بُبرد ـ بگو ـ بگوید ـ بگفت ـ اس بے کو مضموم پڑھو ـ جسکے مابعد مضموم ہو ـ
	"	"	اگر مضموم نہو تو ب کو مکسور پڑھو جیسے بپرورد

ت

۱	برائے خطاب حاضر	آخر کلمہ	کبھی مضاف الیہ ہوتی ہے جیسے یارت بردم اور بردمت یار یعنی بردم یار تو۔ کبھی مفعول واقع ہوتی ہے جیسے دادمت زر اور زرت دادم یعنی دادم زرترا اگر آخر کلمہ کے ہا ہو تو الف تی پر زیادہ کرو جیسے خانہ اَت۔ اگر الف یا واؤ ہو تو یائے تحتانی زیادہ کرو جیسے صفایت وبویت
۲	بمعنی خود	آخر اسم	ازبارگہت مرانم اے شاہ یعنی ازبارگاہِ خود
۳	"	"	جیسے بالش بالشت

چ

۱	برائے تصغیر	آخر اسم	باغچہ۔ سراچہ۔ طاقچہ۔ دریچہ
۲	برائے سبب	سر جملہ	ایں طعام نخوردم چہ بمزہ بود۔ اسلئے کہ بمزہ تھا۔
۳	برائے استفہام	اکثر سر جملہ	چہ گفتی۔ چہ کردی۔ چہ میکنی۔ چہ کارہ است
۴	برائے کثرت	سر جملہ	چہ شبہا نشستم دریں سیر گم۔ یعنی بسیار شب
۵	بمعنی برابری	مکرر لانیکے وقت	چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک۔
۶	برائے تعجب	اول اسم	بنام خدا میکنم ابتدا۔ چہ نام ست اللہ نام خدا
۷	برائے تعظیم	سر کلمہ	چہ قیامت ست جاناں کہ بعاشقاں نمودی یعنی بڑی قیامت ہے۔
۸	برائے تحقیر	"	ماچہ باشیم وچہ باشد دلِ غم پرور ما۔ یعنی ما حقیر باشیم ودل ما حقیر باشد

ش

۱	بمعنی ضمیر مفعول	آخر کلمہ	دادمش طعام۔ اس کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے

۲	ضمیر مضاف الیہ	آخر کلمہ	غلامش۔ اگر ہ والے کلمہ کے بعد ہو تو بعدہ کے ہمزہ مفتوح زیادہ کرو جیسے خانہ اش۔
۳	بمعنی حاصل مصدر	بعد صیغہ امر حاضر	کوشش۔ کشش۔ دانش۔ بینش
۴	زائد	آخر کلمہ	خودش آمد یعنی خود آمد

ک

۱	برائے علت	درمیانِ دو جملہ	بر درت آمدم کہ لطف کنی۔ یعنی بر درت آمدم بدیں سبب کہ لطف کنی۔
۲	برائے بیان	سر جملہ بعد مبیّن	دل کہ مید اشتم دادم ترا۔ دل مبین ہے اور کاف بیانیہ سر جملہ بیان
		سر جملہ مقولہ	گفتم کہ گلے بچینم از باغ۔ یعنی گفتم ایک گلی بچینم از باغ
۳	برائے مفاجات یعنی ناگاہ و یکایک	درمیان دو جملہ	بودیم بے خبر کہ سپاہِ عدو رسید یعنی ناگاہ و یکایک
۴	برائے عطف	″	ای بسا اسپِ تیز رو کہ بماند و کہ خرِ لنگ جاں بمنزل برد یعنی اسپ بماند و خرِ لنگ جاں بمنزل برد
۵	برائے استفہام	ایک جزو جملہ کا ہوتا ہے	ایں مرد کیست۔ کہ آمد۔ کرا زدی
۶	بمعنی بلکہ	درمیانِ دو جملہ	نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست بلکہ ہر خارے
۷	بمعنی از	بر اسم بجائے از	ترکِ احسانِ خواجہ اولیٰ تر کاحتمالِ جفائے بوّاباں۔ یعنی از احتمالِ جفائے بواباں
۸	برائے تصغیر	آخر اسم	اس کاف کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے طفل طفلک
۹	بمعنی ہر کہ	بر سر کلمہ از کلمات جملہ	دگر کشور آباد بیند بخواب کہ دارد دلِ اہلِ کشور خراب یعنی ہر کہ دلِ اہلِ کشور خراب دارد
۱۰	برائے تائید مانندِ کاف علت	درمیانِ دو کلام ″	محبت کی رود گر استخوانم توتیا گردد + کہ از سائیدن صندل کجا نقصان شود بو را۔ یعنی زیرا کہ از سائیدن

۱۱	بمعنی مثل	درمیان دو کلام	نیست در دہر جفاکار کہ او - یعنی مثل او۔
۱۲	زائد	درمیانِ کلام	مولانا روم فرمایدے گہ چنیں نماید وگہ ضدّ ایں۔ جز کہ حیرانی نباشد کار دیں۔ یعنی جز حیرانی نباشد۔
۱۳	برائے تردید بمعنی یا	درمیان دو کلمہ	یارب اینجا باشم کہ روم اور جیسے زید آمد کہ عمرو یعنی زید آمد یا عمرو
۱۴	دعائیہ	"	چو پاکانِ شیراز خاکی نہاد ندیدم کہ رحمت براں خاک باد
۱۵	جواب قسم	درمیان دو کلمہ	بردی کہ ملک سراسر زمیں نیرزد کہ خونے چکد بر زمیں
۱۶	جواب بائے توسل	" "	بعزت کہ فردا بنارم مسوز
۱۷	جواب تعجب و استفہام	"	چہ کردی کہ آمد بجانت خلاص

(م)

۱	ضمیر متصل فاعلی	آخر کلمہ	گفتم - رفتم - کردم - نشستم
۲	ضمیر متصل مفعولی	"	دادندم - چہ مبیغرمائیم یعنی چہ میفرمائی مرا
۳	ضمیر متصل اضافی	"	دلم - اسپم - غلامم -
۴	بمعنی خود	"	بلطفم بخواں یا براں از درم ندارم بجز آستانت سرم یعنی سر خود
۵	بمعنی ہستم	"	فقیرم بجرم گناہم مگیر - یعنی فقیر ہستم
۶	برائی نفی و نہی	اول صیغہ امر و مضارع	کن سے مکن - رسادسے مرساد - میم ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے
۷	برائے تعین عدد	آخر عدد	یکم - دوم - سوم
۸	برائے تانیث	آخر کلمہ	خانم - بیگم

ن

۱	برائے نفی	اول کلمہ	نکرد - نگفت - نکند - نگوید - اور اگر نون کو علیحدہ لکھیں تو ہائے مختفی یا یائے زیادہ کرکے نہ - نے لکھینگے۔

۲	برائے اثبات	کلام میں مکرر لاتے ہیں	نہ بردند پیشش مہمات کس که مقصود حاصل نشد در نفس - یعنی حاصل شد -
۳	برائے استفہام	اول کلمہ	طعام نیجوری - یعنی بیجوری یا نمیجوری
۴	برائے نسبت	آخر اسم	جوشن منسوب بجوش بمعنی حلقہ -
۵	زائد	آخر کلمہ	پاداشن - پاداشن

(بیان واؤ)

جو واؤ اصلی کہ کلمہ کا جزو ہو دو قسم پر ہے معدولہ و ملفوظی ۔ معدولہ وہ ہے جو پڑھنے میں نہ آئے جیسے خورد ۔ خوش ۔ خویش ۔ خواجہ ۔ خود - ملفوظی وہ ہی جو پڑھنے میں آئے اُسکی بھی دو قسمیں ہیں معروف ۔ مجہول ۔ معروف جیسے نور ۔ طہور ۔ مجہول جیسے زور ۔ شور ۔

(معنی واؤ)

۱	برائے عطف	درمیان دو کلمہ	آمد زید و عمر
۲	برائے لزوم	درمیان لازم و ملزوم	من و تصور جاناں و کنج تنہائی
۳	برائے تصغیر	آخر کلمہ	پسر سے پسرو بمعنی پسر خرد
۴	بمعنی حال	درمیان دو جملہ	زدم زید را و پدرش استادہ بود ۔ یعنی زدم زید را درحالیکہ پدرش استادہ بود
۵	زائد	اسم میں یائے نسبت سے پہلے	دہلوی ۔ تھانوی ۔ گنجوی ۔
۶		دو حرفی کلمہ میں لفظ مند کے ساتھ	تنومند ۔ برومند

(بیان ہا)

ہا دو قسم پر ہے ملفوظی ۔ مختفی ۔ ملفوظی وہ ہے جو کلمہ کا جزو ہو اور پڑھنے میں آئے جیسے گرہ و زرہ میں ۔ اور جمع میں برقرار رہتی ہے جیسے گرہہا و زرہہا ۔ اور کاف تصغیر کے ملنے سے مفتوح ہوتی ہے جیسے گرہک و زرہک آور اضافت میں مکسور ہوتی ہے جیسے گرہ دل زرہ من

مختفی وہ ہے جو پڑھنے میں نہ آئے جیسے جامہ وخامہ اور جمع میں حذف ہو جاتی ہے جیسے جامہا خامہا۔ اور اگر آخر میں کاف تصغیر کا لائیں تو ہ کاف فارسی سے بدلجائیگی جیسے جامگک و خامگک۔ اور اگر جمع کیلئے الف و نون لگائیں یا یائی مصدری زیادہ کریں تب بھی ہ کاف فارسی سے بدل ہوگی جیسے پیادہ و روندہ سے پیادگاں و روندگاں۔ اور آزردہ و افسردہ سے آزردگی و افسردگی۔ وہ ہائے مختفی جو کلمہ کا جزو نہو اُس کے کئی معنی ہیں

(معنی ہا)

تعداد	معنی	موقع	مثال
۱	برائی نسبت	آخر اسماء	دندانہ منسوب بدنداں۔ دستہ منسوب بدست اسیطرح یکسالہ منسوب بیک سال۔ یکماہہ منسوب بیک ماہ
۲	بمعنی است	آخر ماضی مطلق	آمدہ بمعنی آمدہ است۔ رفتہ بمعنی رفتہ است
۳	برائی اظہار فتحہ	آخر کلمہ	جامہ۔ خامہ۔ بندہ۔ شگوفہ
۴	برائی لیاقت	”	شاہانہ۔ فقیرانہ
۵	برائی تصغیر	”	غزالہ۔ پسرہ۔ دخترہ۔
۶	زائد	”	زمانہ۔ گلگونہ۔ نادرہ۔ ستمگارہ

(یائے معروف)

۱	برائی خطاب	فعل و اسم کے آخر میں	کردی۔ آمدی۔ گفتی۔ طفلی۔ جوانی
۲	برائی نسبت	آخر اسماء	ہندی۔ رومی۔ عربی۔ ایرانی
۳	برائی معنی مصدر	اسم فاعل و اسم مفعول کے آخر میں	بخشندگی۔ افسردگی۔ غریب نوازی۔ زرریزی یعنی نواختن غریب و ریختن زر
۴	برائے لیاقت	”	کشتنی قابل کشتن۔ زدنی قابل زدن

(یائے مجہول)

۱	برائے تنکیر یعنی نکرہ کرنا	آخر اسم	کسے۔ روزے۔ چیزے۔ شہرے

۲	برائی وحدت یعنی یک	آخر اسم	بزرگے۔ عزیزے۔ گلے۔ بلبلے۔ مردے۔ زنے
۳	برائی تعظیم	"	فلاں مردیست یعنی مرد بزرگ ست
۴	برائی استمراری تمنائی	آخر ماضی	کردے۔ میکردے
۵	برائی تعریف یعنی معرفہ کرنا	آخر اسم	کاریکہ خواستم ز خدا شد میسرم

حروف مرکبہ

تعداد	حروف	معنی	مثال
۱	از	برائی ابتدائے زمان	از صبح حاضرم یعنی ابتدائی حاضری صبح سے
۲	"	برائے ابتدائے مکان	از خانہ تا بازار رفتم یعنی ابتدائی رفتن خانہ است
۳	"	بمعنی بعض	گلے از بوستاں
۴	"	زائد	از برائے خدا
۵	"	برائی علت	از فقر و فاقہ بجاں آمدہ
۶	"	برائے بیان	خاتم از طلا۔ زرہ از آہن
۱	در	برائی ظرفیت	مال در کیسہ دارم
۲	"	زائد بر افعال	در افگند۔ در ساز
۳	"	بعد اسمیکہ بروے بائے موحدہ باشد	بدریا در یعنی بدریا
۱	بر	بمعنی بالا	بربام رفتم۔ و بر تو دعوی دارم
۲	"	زائد بر افعال	بر انداخت۔ بر افگن
۱	را	نشان مفعول	زدم زید را
۲	"	نشان اضافت	زید را غلام یعنی غلام زید
۳	"	بمعنی برائی	خدا را یعنی برائے خدا
۴	"	بمعنی از	قضا را یعنی از قضا
۱	چو	برائی شرط	چو باز آمدی ماجرا در نوشت

تعداد	حروف	معنی	مثال
۱	با	برائے معیت	آمدم با زید
۲	"	برائے معاوضہ	فرہاد کوہ غم را با جاں ہمی فروشد
۳	"	برائے مقابلہ	بارو ئے تو آفتاب ہیچ است
۱	تا	برائی ابتدا	تا عشق آمد عقل رفت یعنی از ابتدائے آمد عشق
۲	"	برائی انتہا	از صبح تا شام
۳	"	بمعنی جبتک	تا جہاں باشد تو باشی
۴	"	بمعنی زینہار	ز صاحب غرض تا سخن نشنوی
۵	"	برائی علت	بیا تا ترا خدمت کنم
۶	"	بمعنی عدد	ہفتا دتا
۱	چوں	برائے شرط	چوں پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں شو
۲	"	برائے استفہام	ندانم شب پار سال چوں گذشت
۳	"	برائے تشبیہ	رویت چوں ماہ
۱	اگر۔ گر۔ ار۔ ور	برائی شرط	اگر دہم رد کنی ور قبول

۲	چو	برائی تشبیہ	چو گلبن بخندد چو بلبل بگوے	۱	مگر	برائی استثنا	ہمہ یاراں آمدند مگر زید
۱	نی	برائی نفی	بے عقل و بے خرد	۲	"	بمعنی شاید	بیہودہ میگوئی مگر دیوانہ
۱	نہ و نے	"	نہ مرا یار و نے مددگار است	۱	اے	برائی ندا	اے خدا
۱	ہرگز	برائے تاکید نفی	ہرگز مباد	۱	می ہمی	برائی ماضی استمراری	میکرد۔ ہمیکرد
۱	ہم و نیز	برائی عطف	زید آمد ہم بکر خالد نیز	۲	"	برائی حال	میکند۔ ہمیکند
۱	کاش	برائی تمنا	کاش بیائی	۱	آیا	برائی استفہام	آیا کسے ہست کہ جو امردی کند

حروف اضراب اضراب کے معنی ہیں ایک حکم سے اعراض و انکار کرکے دوسرے کی طرف انتقال کرنا۔ اور یہ حروف بل۔ بلکہ۔ کاف بمعنی بلکہ ہیں جیسے ؎ بر و علم یک ذرہ پوشیدہ نیست * کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکیست یعنی بلکہ پیدا و پنہاں بنزدش یکساں ست۔

حروف سببی چہ۔ کہ۔ زیراکہ۔ زیراچہ۔ چراکہ۔ ہلذا۔ زیرا۔ اصل میں زیں راہ اور چرا اصل میں چہ راہ تھا۔

حروف استدراک یعنی سننے والیکو پہلی بات سے جو وہم پیدا ہوا اُس کو یہ حروف دور کرتے ہیں اور یہ لیکن۔ ولیکن۔ ولیک۔ ولے ہیں۔

حروف استفہام ہر قسم کے استفہام کے لئے آیا۔ ہر چیز کیلیئے چہ چیست۔ کدام کدامیں۔ ہر شخص کیلیئے کہ۔ کیست۔ چہ کس۔ کدام۔ کدامیں مکان کیلیئے کجا۔ کو۔ اور زمان کیلیئے کے۔ اور کیفیت حال کیلیئے چوں چگونہ۔ چساں۔ اور سبب کیلیئے چوں۔ چرا۔ اور عدد کیلیئے چند۔ جیسے آیا زید آمدہ است۔ در دست چہ داری کدامیں جامہ دریدی۔ چہ کسی۔ کجا رفتی۔ کے آمدی۔ ایں کار چساں کنم۔ چند درم بدست داری۔

حروف فاعلیت گر۔ گار۔ وں۔ اور۔ یں اسم یا فعل کے آخر میں جیسے زرگر۔ ستمگار۔ باراں۔ پرستار

حروف الصاق ناک۔ گیں۔ آگیں ہیں جیسے دردناک۔ غمگیں۔ مشک آگیں۔

حروف خداوندی مند۔ ور ہیں جیسے دردمند۔ سخنور۔

حروف محافظت بان۔ چی۔ جیسے فیلبان۔ دربان۔ مہربان۔ باغبان۔ اور چی ترکی حرف ہے جو فارسی میں محافظت کے لیے مستعمل ہے۔

حروفِ شرکت ہم جیسے ہم سبق - ہم کاب - ترکی کا حرف شرکت (تاش) بھی فارسی میں آتا ہے - جیسے من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم -

حروفِ تنبیہ اَلا - ہاں - ہیں - جملے سے پہلے آتے ہیں - جیسے اَلا تا نغلت نخسپی کہ نوم حرام ست بر چشم سالارِ قوم -

حروفِ لیاقت وار - گار و یائے معروف ہے - جیسے شاہوار - خروار شاگار رائگاں - دادنی - کشتنی -

حروفِ تحسین زہ زہے - خہ - خہے - مرحبا - حبذا - شاباش واہ واہ ہیں جیسے زہے ملک و دولت بروئے تو باز -

حروفِ تعجب چہ - چہا - اللہ - سبحان اللہ ع اللہ اللہ چہ جائے ایں سخن ست

حروفِ ایجاب آرے - بلے - ہاں ع چو گفتم مرا یکشی اے صنم ؛ بلے گفت ہاں گفت آرے نعم

حروفِ نفی بے - نے - نہ - نا - جیسے بے شعور ست - نے جملہ پر آتا ہے ع نے تابِ وصل دارم نے طاقتِ جدائی - اور جیسے نکردم - نابالغ -

حروفِ ظرفیت لاخ - زار - سار - ستاں - دان - کدہ - بار - وند - گاہ - اسم کے آخر آتے ہیں - اِن میں سے تین پہلے کثرت کا فائدہ بھی دیتے ہیں جیسے سنگلاخ - گلزار - شاخسار کوہسار - گلستاں - زمستاں - نمکداں - بتکدہ - زنگبار - آوند - بارگاہ (آوند اصل میں آب وند تھا)

حروفِ نسبت ین - ینہ - ہ - یائے معروف - گاں - آنہ - نون - اِن - ش - ناک اک - و یہ - جیسے سیمیں - زریں - دیرینہ - دوشینہ - زرینہ - شبینہ - پنجہ - دستہ - ہندی - دوگانہ سالانہ - انجمن - ایران - جوشن - گلشن - المناک - پوشاک - سیبویہ -

حروفِ تشبیہ چو - ہمچو - وار - آسا - مان - آنہ - ساں - وش - وند - ہائے مختفی - جیسے دیوانہ وار - شیر آسا - آسمان - دلیرانہ - شمع ساں - ماہ وش - خداوند - پایہ - دستہ

حروفِ رنگ وام - فام - گوں - گونہ - جیسے سبز وام - سبز رنگ سیاہ فام - سیاہ رنگ - نیلگوں نیلا رنگ - گلگونہ پھول کا رنگ اور جردہ و جرتہ بھی آتے ہیں مگر یہ دونوں سیاہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے سیاہ جردہ - سیاہ جرتہ - سیاہ رنگ -

الحمد للہ کہ کتابت ایں رسالہ بار سوم بتاریخ یکم مئی سنہ ۳۹ء مطابق ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۸ھ باختتام رسید

فارسی کا آسان نصاب

بچوں کو آسانی کے ساتھ فارسی بول چال فارسی قواعد
اور فارسی لغات سکھانے کیلئے

یہ فارسی نصاب شروع ہی سے بچوں کی ہمت بڑھانے اور علمی شوق پیدا کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے اور ابتدائی کتابوں میں یہی خصوصیت ہونی ضروری ہے کہ وہ بچوں کے لئے وحشت و بدشوقی کا باعث نہوں۔ خشک آمدنامہ رٹتے رٹتے بچے اکثر گھبرا جاتے ہیں اور کئی کئی رسالے فارسی کے پڑھ لینے پر بھی صیغے اور ضمیریں نہیں پہچانتے۔ لیکن اس جدید و آسان نصاب میں بڑی محنت و جانکاہی سے اس نقص کو دور کیا گیا ہے۔ اس میں تمام افعال معروف و مجہول یعنی ماضی مطلق سے لیکر امر و نہی تک (مع اسم فاعل و اسم مفعول) اور تمام فارسی ضمیروں۔ اسمائے اشارہ۔ اسمائے موصولہ ظروف۔ اعداد۔ حروف جر۔ روابط وغیرہ کی مشق نہایت دلچسپ طریقہ سے کرائی گئی ہے اور فارسی بول چال بھی سکھائی گئی ہے چھوٹی چھوٹی مفید و مہذب و نتیجہ خیز حکایتیں بھی درج کیگئی ہیں۔ نیز صرف و نحو فارسی ایسے آسان طریقہ سے سمجھائی گئی ہے کہ بچے بغیر دشواری کے خوب سمجھکر یاد کر لیتے ہیں۔ لغات فارسی بھی نہایت ضروری و مفید درج کئے گئے ہیں جو مبتدی بچوں کیلئے بیحد کارآمد ہیں۔ غرضکہ یہ فارسی نصاب استاد کی ادنیٰ توجہ اور بچوں کی تھوڑی سی محنت سے فارسی بول چال اور فارسی قواعد سکھانے۔ فارسی لغات یاد کرانے اور کتابی استعداد بڑھانے میں بے نظیر ہے۔ اسی لئے بہت سے مدارس میں منظور ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

فارسی زبان کا قاعدہ مع آمدنامہ ۳؎	رہبر فارسی مع گفتگوئی فارسی ۲؎
لطائف فارسی مع ضمیمہ عجیبہ منظوم ۳؎	صرف [illegible] اول

پتہ

مشتاق احمد مؤلف آسان نصاب دیوبند (سہارنپور)

قیمت تین آنہ (۳؎)

لغات فارسی حصہ اول۔ اسمیں بارہ سو ضروری وکارآمد لغات کے علاوہ گلزار دبستاں۔ کریما۔ پندنامہ۔ ہر فارسی کے تمام مشکل لغات مع ترجمہ اردو درج کر دیئے گئے ہیں ۱۲؎